

دہ بہتری ایک ایک زینتے کر کے اور پری میز کی لف  
بارہ تھا۔ سرتاپیاہ پوش پر تھے پہنچ کی میاء غلاف جو طعام برائنا  
جن میں صرف آنکھوں کی جگہ دوسرا نہ تھے۔ ہر چند کاش بلند  
کے نتیجے اس وقت سنان پڑتے تھے لیکن پھر وہی اس کا الینا

قابل وادھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا ہے اسے اس پینت کذائی میں  
اپنے دیکھیے جانے کا فخر ہے۔ اس وقت اسے اسی میں  
کے نتیجے اس وقت اچانک زینت پر کرنی تھیں آدمی اسے بھولتا  
زیستی پیش کر پوری علامت سر پر اٹھاتا۔



دہ طولی قامت اور پچھرے خالوں والا تھا۔ زینتے  
کرنے کے اذاز سے معلوم ہوتا تھا ہے وہ پوری وقت سے زمین  
پر پیروں کے کام وہی ہو۔ اور پری منڈل کی راہداری بھی سنان پری  
تھی۔ وہ ایک فلیٹ کے سامنے تھا۔ پہنچنے میں درجت کھدا  
ما پھر راہداری کی روشنی کا سونچ آف کریا اب پوری راہداری تاریخی میں  
ڈوبی ہوئی تھی۔

ڈرامہ ایک نواس تھدا پانی پی سیئے دو بس۔ کیونکہ میں  
جسم میں چلا گئے گئے جادہ ہوں۔ میرے قدا۔ وہ اسکا شکش:  
”یعنی تو نہیں دیکھتا کہ اس کے بعد ایک ملہ اونٹھے بھی  
زیادہ ذکی الحسن سو جا اے۔  
بعدکہ باہم میں بس... پیٹھے تو  
میں اب خاہش رہ سیاہ پوشی۔“ پھر یہ تھوڑی  
جی بند تھا۔ سیاہ پوش نے دسری کمی نکالی۔ وہ دروازہ بھی کھلا اور  
تاریکی میں گھری بزرگوں کا مستیل پچھلے بھی ساتھیں کرنے لگا۔  
یکمی کی خواب کاہ تھی۔ وہ اندر داخل ہوا۔ باہم جاتے  
پر ایک دل قاہت آدمی سوراہ تھا۔ سیاہ پوش وہیں رُک گیا اور اس  
دلو قاہت سونے والے کو گھوڑا تارا۔ خود اس کا وجود اس کے سامنے  
سفر ہو کر رہ گیا تھا۔ حادثاً تو یہ اونٹ پھاڑ کے مقابل آیا تھا۔  
اب وہ پستول کو باہمیں ہاتھ میں سنبھال کر داہنی بھیس سے

چڑھ کا چاپک نکالنے لگا جو گوئے کی شکل میں پیٹھا ہوتا تھا۔ شاید اس  
آس نے چاپک سے دلو قاہت آدمی پر واکرا اور وہ پہلی بھی ضرب  
پر دھاڑتا ہوا اٹھ چکا۔  
”ہوش میں آڈی سیاہ پوش غزا۔“

اور پھر ایسا معلوم ہوا ہے وہ دلو قاہت آدمی سچ بھی ہوئے۔ اس نے قیس کی  
میں ہاگی ہو۔ چھاڑ کھانے کا سامانہ رکھنے والی آنکھوں سے خوف  
جاںکھے گئے تھا۔  
”بس۔“ وہ جھرائی جو فی آوانیں درلا۔“ تھی خواہش بے ک

لگ۔ کیا مات ہے۔ ب۔ ب۔ ب۔ اس ”وہ جھرائی بھی آڈا۔“

میں ہکلایا۔ اس لی نظر پاپلی بجائے پستول پر بھی بھوٹی۔  
”تیرے یے ایک کام ہے۔“ سیاہ پوش نے سردی سے میں کہا۔

”لگ۔ کام۔“ وہ سرے پیرنک کا پٹ بیا۔

”کپول کیا بات ہے؟“ تو کاپن رہا۔  
”انجمن میں باس۔“ وہ انجمن کی سب سے بڑا کام ہے۔ میں

بے موٹ م جانا ہوں۔ کجو میں نہیں رہو سے ابھن۔ نے خڑے

دل، لیکن در انجمن۔“

”بال۔“ نکاح صوری ہے۔

”میں جا بھی میں جتنا ہو جا کہوں بس۔“ رکھنے کی ضمیمی ہے۔  
”بیال تھی تھی۔ جسم کو رشد دیتے پھر اب جا اے۔“  
”تو اس کا کردہ ہے۔“ وہ فحشا سا پوٹ کی آونی ملہ ہو گئی۔  
”دن نہیں تو بس۔“ میں نکھڑا جام نہیں ہوں۔ اس پہا۔  
”سے جسم کے پیسے تم ہی تو قد اہیسا کرتے ہو۔“  
”تو پھر زیاد ہو جا۔“

ڈرامہ ایک نواس تھدا پانی پی سیئے دو بس۔ کیونکہ میں  
جسم میں چلا گئے گئے جادہ ہوں۔ میرے قدا۔ وہ اسکا شکش:  
”یعنی تو نہیں دیکھتا کہ اس کے بعد ایک ملہ اونٹھے بھی  
زیادہ ذکی الحسن سو جا اے۔  
بعدکہ باہم میں بس... پیٹھے تو  
میں اب خاہش رہ سیاہ پوشی۔“ پھر یہ تھوڑی  
جی بند تھا۔ سیاہ پوش نے دسری کمی نکالی۔ وہ دروازہ بھی کھلا اور  
تاریکی میں گھری بزرگوں کا مستیل پچھلے بھی ساتھیں کرنے لگا۔  
یکمی کی خواب کاہ تھی۔ وہ اندر داخل ہوا۔ باہم جاتے

پر ایک دل قاہت آدمی سوراہ تھا۔ سیاہ پوش وہیں رُک گیا اور اس  
دلو قاہت سونے والے کو گھوڑا تارا۔ خود اس کا وجود اس کے سامنے  
سفر ہو کر رہ گیا تھا۔ حادثاً تو یہ اونٹ پھاڑ کے مقابل آیا تھا۔

اب وہ پستول کو باہمیں ہاتھ میں سنبھال کر داہنی بھیس سے  
چڑھ کا چاپک نکالنے لگا جو گوئے کی شکل میں پیٹھا ہوتا تھا۔ شاید اس  
آس نے چاپک سے دلو قاہت آدمی پر واکرا اور وہ پہلی بھی ضرب  
پر دھاڑتا ہوا اٹھ چکا۔

”ہوش میں آڈی سیاہ پوش غزا۔“  
اور پھر ایسا معلوم ہوا ہے وہ دلو قاہت آدمی سچ بھی ہوئے۔ اس نے قیس کی  
میں ہاگی ہو۔ چھاڑ کھانے کا سامانہ رکھنے والی آنکھوں سے خوف  
جاںکھے گئے تھا۔  
”بس۔“ وہ جھرائی جو فی آوانیں درلا۔“ تھی خواہش بے ک

لگ۔ کیا مات ہے۔ ب۔ ب۔ ب۔ اس ”وہ جھرائی بھی آڈا۔“

میں ہکلایا۔ اس لی نظر پاپلی بجائے پستول پر بھی بھوٹی۔  
”تیرے یے ایک کام ہے۔“ تو کاپن رہا۔  
”انجمن میں باس۔“ وہ انجمن کی سب سے بڑا کام ہے۔ میں

بے موٹ م جانا ہوں۔ کجو میں نہیں رہو سے ابھن۔ نے خڑے

دل، لیکن در انجمن۔“

”بال۔“ نکاح صوری ہے۔

”اے برو! دلو قاہت آدمی اس لات جو نکھڑا ہے۔“ اس دو ان میں

وہ پستول اُس کے ذمہ سے عورت گیا ہو۔ آنکھوں میں خوفزدگی کے  
اشان نظر آئے لگے۔ وہ چپ چاپ اُس کو پر جاتا چاہیں کی طرف

اشارہ کیا گی تھا، لیکن چہرے سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اُس سے  
کچھ کہنا پاہتا ہے۔

سیاہ پوش نے جیب سے ایک بیکٹ نکالا اور اُسے دوبارہ  
رکھ کر کی قدم چیچے ہٹتا ہوا بالا لوڈوڑ سرخی اس میں موجود ہے:

”نم، مگر بیس !“

سیاہ پوش بیکٹ سے ایک بیکٹ نکالا اور اُس پر جلاںگ  
لگانی ہوادار

”نم۔ میں سلا اسماں یہاں سے بٹا دوں۔ پچھلی بار میری

پیشانی زخمی ہوئی تھی：“

وہ دو قول باخوبی کے بل فرش پر گرا تھا اور دوبارہ اٹھنے کی

کوشش کر کی تباخا کر پھر چیخا اور اچھل کر دوسرا طرف جا پڑا اس کے

بعد تو وہ جنہیں دوسرے کی شکل افیکار کرنی تھیں اور ہر جن اُس کے

پانچ منٹ دروازے خون کو دوبارہ محوں پر لائے کے لیے کافی ہوئے

گے۔ بس اب جلدی کرو :

سیاہ پوش دروازہ چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گی اور دلو قات

نے اس کرے کا فریغہ دوسرے طرف میں عتل رکنا شروع کر دیا۔

بہت بھاری بھر کم تھا لیکن سیرت انگریز چھرتی کے ساتھ اس نے ملا

کام صرف تین منٹ میں پنٹا دیا۔

”اے بھی بٹا دے گے“ سیاہ پوش نے فریج کا طرف اٹھا دیا۔

”منہیں“ دلو پیکار اُسی نے سمجھی سے کہا۔ اُس کے چہرے پر جگہ  
جلاہست کے انداز نظر آئے گئے تھے۔

”اچھا تو سرخی اٹھاؤ“ سیاہ پوش فیضول والے ہاتھ کو جیش

کے قریب آہنیا۔

دو پیکنے میز پر کھے ہوئے بیکٹ سے سرخی نکالی جو گرد

کی قسم کا سیال جراہا تھا۔

”جب تک تم میری گرفت میں نہیں آتے۔ پھر وہ کھتا : وہ

سیاہ پوش کی طرف انگلی اٹھا کر گزایا۔

چلو! پستول کا پھر جنس ہوئی اسے دیکھ کر کی تو جو سیاہ پوش سے

ہٹ کر صرف پستول کی طرف بندول ہو گئی۔ اس کی آنکھوں سے پھر

خوف جانکئے تھے کہ جلدی کرو! اس پار پستول کی جنس و حملی سے

بھر جائے گی۔

دلو قات اُسی نے بائیں بازو میں سرخی کی سوئی پھینوٹی

اور آہنیت سے سیٹ دیا تھا۔ جھی کو سرخی بالکل غالی ہو گئی۔ بُت

وہ سرخی کو بیکٹ کر آہنیت پاؤں پشت میں الی دیوار کی

ٹھہر جائے گا۔

سیاہ پوش نے جگ کر فرش سے سرخی انھلی اور اُسے دوبارہ  
پیکٹ میں رکھ کر جیب میں ڈال یا۔

دلو قات اُسی دوامی دیوار سے نکلا کر اس طرح اپنے دہانے اُس سے  
کھی بہت بڑے ذلن کے ساتھ سیکڑا دل میں پیدل طے کیے ہوں۔

سیاہ پوش نے جیب سے ایک بیکٹ نکالا اور اُسے میرجہ  
رکھ کر کی قدم چیچے ہٹتا ہوا بالا لوڈوڑ سرخی اس میں موجود ہے:

”نم، مگر بیس !“

سیاہ پوش اچھل کر چیچے ہٹ گی تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا  
ہے کہ جلدی سے۔ میرے پاس وقت نہیں ہے:

”نم۔ میں سلا اسماں یہاں سے بٹا دوں۔ پچھلی بار میری

پیشانی زخمی ہوئی تھی：“

وہ دو قول باخوبی کے بل فرش پر گرا تھا اور دوبارہ اٹھنے کی

کوشش کر کی تباخا کر پھر چیخا اور اچھل کر دوسرا طرف جا پڑا اس کے

بعد تو وہ جنہیں دوسرے کی شکل افیکار کرنی تھیں اور ہر جن اُس کے

پانچ منٹ دروازے خون کو دوبارہ محوں پر لائے کے لیے کافی ہوئے

گے۔ بس اب جلدی کرو :

سیاہ پوش نے اپنی جگہ سے جبکہ جنہیں کھڑا رہا اس

کے قریب آہنیا۔

چلو! پستول کا پھر جنس ہوئی اسے بیکٹ سے سرخی نکالی جو گرد

کی قسم کا سیال جراہا تھا۔ اسے کھو لو:

دلو قات اُسی ہی جو اب دوڑا نو بھاہا تھا۔ اُسے کھوئے تھا۔

کافکی تہر کے کنچے سے سیاہ ننگ کا ایک غفل برآمد ہوا تھا۔ وہ اُسے

بھکل کر اس کے سے انداز میں سوچنے لگا۔

تھیں اُس کی گردان توڑوئی ہے: سیاہ پوش نے آہنے کیا۔

دلو قات اُسے بدستور سوچنے جا رہا تھا۔

تھیں اُس کی گردان توڑوئی ہے: سیاہ پوش نے پھر کر کیا۔

ٹھہر جائے گا۔

وہ تھامت نے صراحتا کہ اس کی طرف دیکھا تھا۔ میرے نکل گرا دیا تھا۔  
محضیں اُس کی گردان توڑوئی ہے: سیاہ پوش کی سرگوشی جاہی  
اُسے اس طرح پیچے سے اڑ پڑاک دیکھ دالا۔ جیسے حیدنے اپنے پیغ  
برنے کا اعلان کیا ہو۔

”میعنی کرو! میں اُس کے بارے میں شہر  
حکایت کا وہ تھا کہ مالکیں غیر متوقع و تکیں رہنچتی ہے، لیکن کیپھن میں  
نہ آئے آج چل تھے میں نہیں دیکھا تھا۔  
وہ تھامت ملکیت ملک کا بیکٹ اُس کے بزوٹ پر ہر وقت کھستی  
تھی۔ میں غصہ نہیں تھیں کہ اُس کی طرف دیکھ دیا تھا۔

دیکھی تھی کہ اس کی قدمی پر تباخا جانے والا اُس دیکھی  
دفت اُسکی اور آدمی بھی اُن کے قریب آکھڑا ہوا۔ اور جمیں عمر  
کا اُنکی خودی کا لامعاً ہوا تھا۔ جو اُن کی خودی پر تھا۔

کوئی تھامت نہیں کہ اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
کوئی تھامت نہیں کہ اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
کوئی تھامت نہیں کہ اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

”میں تھامت اُس کے بیٹے اپنے بھائی کے ساتھ ہوتے ہیں۔  
میں تھامت اُ



جلدی جتا دیکسی تپیدنی خروجت نہیں۔  
وہ لفڑا فرمان کر کے اس لاکی کے بارے میں پوچھا ہے:  
مک لالی کے بھے میں جسیں  
دیکی تو میور سر کے بیل کفرزی ہے:

تم سے اُس کا پتہ کیوں لکھ رکھا ہے اپنی ڈاڑھی میں؟  
وہ بھے دعویٰ کا خواہاں ہے۔ زبردست کوٹ کرا باعثا پاپتہ:  
عین پر والیں والپس آگئا تھا، لیکن اب اسے زدہ لاکی نظر  
آئی اور اُس کا میر بان ناصر مزا۔

وہ صدر دروازے کی لرف بڑھا۔ پھر بڑھے میں قدم رکھا  
خاک عشک جاتا ہے۔ وہ دھلوں پر آمد میں کمرے ناخوشگار بھیجیں  
ٹسٹکر پہنچتے۔  
لاکی کفرزی تھی۔ تھاری بجان بہنے کا مطلب نہیں کہیں  
تھاری پانچہ بگر بہوں بکھھتے۔

ڈیکھو بخنے کی کوشش کرو۔ میں بیان تھا امریکی ہوں تھا  
بلیپ سے میں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہر طرز سے تھاری دیکھ جیاں کوں  
لبیں نے آخری بات کہہ دی۔ میرے پچھے نہ آؤ۔

تامرہ زادتے میلسانہ انداز میں سر کو تپیش دھی اور لاکی آگے  
پڑھتی۔ تامرہ زادتے سر دیکھ کرنے کے لیے مذکورہ لیکن پھر تھی۔  
ہوتا ہے۔

لاکی اب پر اسے اُنکر پاک شیڈ کی لرف جاتی تھی۔  
تامرہ زادتے مخادر میں کھڑا بایا اور عین اُس کے پاس سے نکلا چلا  
لی۔ تھاری دیکھ دیکھنے کو دھیر لکھن میں تھا۔  
دنما اُسے پھر وہ کا خیال آیا اور وہ سوچنے لگا کہ آڑے سے اس  
کے سر کو دار کس نے تپیش سے فون پر رابطہ قائم کیا تھا اور تھی کہ

ڈیکھ دیکھ اسے کیا پڑھا ہے کہ اس کے پیچے سر کی پیتا پہرے

المیری لاکی اس کی زندگی میں پہنچنے خوشگواری میں کا اخاذ کر کے گئی۔

تفاق بداری رہا۔ وہ لاکی سے تعارف ہوتا جاتا تھا۔ عمر

سے زندگی کی اسی کا شکار ہوئی آرہی تھی۔ کہیں بھی تکونی نادلی تھیں۔

اگر اس لاکی سے تعارف ہوگی تو شاید کچھ دنوں کے لیے

انواع لام کی بوریت سے نہاتہ ہے۔ کیا ہیز ہے؟ غصہ آیا تو سر کے

بلکھڑی ہرگئی اس کی پردہ ایکے بغیر کہ وہ اس وقت ایک بھرے

پُسٹ کپ میں موجود ہے۔

لاکی تپیش فارسی سے راستہ کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد میرے

جلدی جتا دیکسی تپیدنی خروجت نہیں۔  
وہ لفڑا فرمان کر کے اس لاکی کے بارے میں پوچھا ہے:  
مک لالی کے بھے میں جسیں  
دیکی تو میور سر کے بیل کفرزی ہے:

تم سے اُس کا پتہ کیوں لکھ رکھا ہے اپنی ڈاڑھی میں؟  
وہ بھے دعویٰ کا خواہاں ہے۔ زبردست کوٹ کرا باعثا پاپتہ:  
عین پر والیں والپس آگئا تھا، لیکن اب اسے زدہ لاکی نظر  
آئی اور اُس کا میر بان ناصر مزا۔

وہ صدر دروازے کی لرف بڑھا۔ پھر بڑھے میں قدم رکھا  
خاک عشک جاتا ہے۔ وہ دھلوں پر آمد میں کمرے ناخوشگار بھیجیں  
ٹسٹکر پہنچتے۔  
لاکی کفرزی تھی۔ تھاری بجان بہنے کا مطلب نہیں کہیں  
تھاری پانچہ بگر بہوں بکھھتے۔

ڈیکھو بخنے کی کوشش کرو۔ میں بیان تھا امریکی ہوں تھا  
بلیپ سے میں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہر طرز سے تھاری دیکھ جیاں کوں  
لبیں نے آخری بات کہہ دی۔ میرے پچھے نہ آؤ۔

تامرہ زادتے میلسانہ انداز میں سر کو تپیش دھی اور لاکی آگے  
پڑھتی۔ تامرہ زادتے سر دیکھ کرنے کے لیے مذکورہ لیکن پھر تھی۔  
ہوتا ہے۔

لاکی اب پر اسے اُنکر پاک شیڈ کی لرف جاتی تھی۔  
تامرہ زادتے مخادر میں کھڑا بایا اور عین اُس کے پاس سے نکلا چلا  
لی۔ تھاری دیکھ دیکھنے کو دھیر لکھن میں تھا۔ اُسے گرتے پیچا جاتا  
ہو رہا بڑی طرح ہامچی ہوئی کھٹی کھٹی کی آواتار میں ایسی۔

قتل۔ قتل۔ پلیس:

اوہ بھرہہ بیٹھوں ہو کر جیسے باخوں پر چھوٹ لگئی۔  
پل بھر کے لیے تیدی کوت فیصل جواب دے کی۔ اُسے کیا کرنا  
چاہیے؟ پھر خیال آیا کہ مکان میں روز کے علاوہ اور کوئی بھی اس وقت  
بوجوہ نہیں وہ دو ہو گئی۔ اُسے کیا کرنا ہے جی نظر آتا۔

اگر اس لاکی سے تعارف ہوگی تو شاید کچھ دنوں کے لیے

انواع لام کی بوریت سے نہاتہ ہے۔ کیا ہیز ہے؟ غصہ آیا تو سر کے

بلکھڑی ہرگئی اس کی پردہ ایکے بغیر کہ وہ اس وقت ایک بھرے

پُسٹ کپ میں موجود ہے۔

لاکی تپیش فارسی سے راستہ کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد میرے

ربت ہوں گے کسی سینہ قام نسل کا فرد تھا۔  
شیفون کا رسیدر میز کے نیچے جھوٹی نظر آیا۔ میرے قریب  
والا صوف اٹا پڑا تھا اس کے ملا دو اور کسی قسم کی بندقی کر کے میں نہیں  
پائی جاتی تھی۔

اور اب حیدر سوچ رہا تھا کہ اگر یہ لاکی اس کیس میں طوٹ  
ہو گئی تو اس کی تفریحات کا کیا بروگا؟  
اس نے فردی طور پر ایک فیصلہ کیا اور اس کمرے کی طرف  
پل پڑا جاں رڑکی کو پھوڑ آیا تھا۔ اس کے مذہ پر پانی کسی جھنٹے دینے  
کی کوشش کر رہا تھا کہ اُسے جلد از جلد ہر شش آجائے۔

ماکامی نہیں ہوئی۔ ہوش میں آئے یہ لاکی نے پھر تسلی تسلی  
کی رٹ گئی۔  
«خاموش رہو!» حیدر تھا اس کا تھا کہ بولا: «میری بات خود سے سن۔  
میں ایک ذمہ دار پس آپس آفسر ہوں اور یہیں جانتا ہوں کہ تم کون ہو۔  
میر امشورہ ہے کہ چپ چاپ بیان سے چلی جاؤ!»

«یکن۔ یکن!»  
ہاں۔ کیا کہا چاہتی ہو؟ حیدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہو باللا  
وہ۔ وہ میر دوست تھا۔  
میں تھیں کیسے املاع میں تھی کہ وہ تسلی کر دیا گیا؟»  
تجھے کوئی املاع نہیں ملی تھی۔ میں تو بس اُس سے مٹھا تھی تھی  
ٹھیک ہے۔ اب تم بادا اور اس سے میں قلعی طور پر اپنی  
زبان بند کھو گئی۔ کسی سے بھی تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں وہ  
میکروں۔ اخونکوں؟»

«میں تھیں ایک رفتہ سے پہچانا جانتا ہوں۔ اگر تم نے  
تذکرہ کیا تو قانون کی نظر میں تم خود بھی شبھے سے بالآخر نہیں ہوئے۔  
غلکے نزدیک اخلاق جگروں کی تصویب میتے دیتے۔ فکر  
پیش کی تلاش جاری تھی۔

«تم یہی بیان دو گی تاکہ تم اسے ملنے آئی تھیں۔ ہوش دیکھ کر  
پولیس کو املاع دیتے کے لیے جا گئیں: «یقیناً میں یہی بیان دوں گی!»

«یکن اس پر کون یقین کرے گا۔ یہی عکس بے کلام ہے۔  
کسی اور کے ساتھ آئی ہو۔ دونوں میں لالی ہوئی ہو۔ ایک مارا لیڈ  
مارنے والا جگہ نسلکا اور تم۔۔۔ تم نے اس کے بعد سوچا کہ تو تھیت  
ہوا ہوا۔ لہذا اب تھیں پولیس کو املاع دے دیتے چاہیے اور تم دیکھ کر  
کھتی ہو جو مجھ سے کہا ہے۔ یعنی تم قائل کو پولیس کی دھرم سے سچا  
چاہتی ہو:»

رذہ نے تھیڑہ انداز میں جلدی جلدی چکیں جھوٹائیں اور بدل۔

جیکن تھے میرے بیان پر کیوں تھیں کہ تھیں کہیں تھیں؟  
تاس یہ کہ میں نے کچھ دیر پہنچتی تھیں ہافی سرکل میں دیکھتا  
تھوڑی سے تھا اتنا تھا کہ تباہا ہوا بیان ملک پہنچا ہوں تھا۔  
تھے تھے میر اخلاق کیوں کیا تھا؟ وہ تھا تھکیں نہیں کروں۔

میری دافتہ میں تو انہیں بھوپول کو تھا تھا کہ کہ کہ کہ کہ  
تھا جو اس وقت بال میں موجود تھا:

«ہوں! وہ ناخوشگار بیجے میں ہوں۔ اکثر وہ میرے پیچے  
وہی ہے۔ اچھا شکریہ آفسر میں جاری ہوں!»

وہ ایک فریکلی کے قتل کا ساتھ تھا اور اس کی اطلاع حیدر  
کے لئے اس نے فردی جانشہ دلت پر تھا انہیں تھا۔ اُس کے  
غلکے کا پھر تھنڈٹ بھی وہاں موجود تھا۔ حیدر تھا فریکی کو فون پر املاع  
دی تھی اور فریکلی نے بڑے خلک بیجے میں اس سے کہا تھا کہ وہ بڑا  
راست پھر تھنڈٹ کو پہنچتا ہے۔ پھر فریکلی کے تھرست میں  
کوڈیا کیا تھا۔

خود کی دیر پہنچتی تھی اسے دوبارہ اس کی اطلاع میں دیکھتا ہو  
جی وہ جانشہ دلت کی طرف روانہ ہو۔ تھوڑی تھی کا تذریز کیا تھا اور  
جیسا تھا۔ اُسے میر دوست تھا۔

میر اپنے بیان پر کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اُس کے لئے اس کی تھیں  
جنہیں تھیں اس کے لئے اس کی تھیں۔ اس کے لئے اس کی تھیں۔

میر اپنے بیان دو گی تاکہ تم اسے ملنے آئی تھیں۔ ہوش دیکھ کر  
پولیس کو املاع دیتے کے لیے جا گئیں: «یقیناً میں یہی بیان دوں گی!

«تم ڈیکھ دیکھنے کے لیے تیدی کوت فیصل جواب دے کی۔ اُسے کیا کرنا  
چاہیے؟ پھر خیال آیا کہ مکان میں روز کے علاوہ اور کوئی بھی اس وقت  
زندگی کو یا پہلوں کا بچھر ہو کر رہے گئی تھی۔

اگر اس لاکی سے تھاری دیکھ دیکھ اسے کیا کرنا ہے۔

جانشہ دلات پر بھی تیار رہی تھیں تھیں۔ فردی کوڈیا کیا تھا۔

123



"وہی روگا وغیرہ کا چکڑا"  
 سب بکار ہے۔ وہ صرف مجھے پور کرنے کے لیے یہ سب  
 پچھکر تھے۔  
 "میں نہیں سمجھا جاتا"  
 "وہ چاہتی ہے کہ میں اُس کے پیچے دکھا رہوں۔ مثال کے طور  
 پر آج جب اُس نے ہائی سرکل کے بال میں مجھے دکھا رہا سر کے بل کھڑی  
 ہو گئی معتقد تھا کہ میں بکھلا کر دہاں سے پلا جاؤں"  
 بات تاکتے کی ہے۔ فریدی بولا: "پھر بتے ہے۔ پھر  
 ساختہ ہوں گے"  
 \*\*  
 حید کو اس نے روزانہ نظر کرنے کی پدایت دی تھی اور خود ان  
 دنوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔  
 اور حید کرنے والے کی قمت پر رٹک کرنے ہی سے فرمت  
 ہیں۔ وہ بھی تھی کہ نہیں کیے ایک خیس بکھلا دکھل کیاں ہے۔ پھر  
 ہوئی تھیں۔ وہ کیا گراہی طکی بھی خدا اُس کے لیے ہے۔ بہش ہوئے پر  
 تباہ بوسکتی تو کھڑے گھاٹ جان دیتے پر آزاد ہو جاتا۔  
 وچھری تھی کہ مام طور پر داکیاں اُس سے فروٹ کرتی تھیں کہی نے  
 بھی کسی بھی دل سے چاہنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ پیار کا بھر کا بازوں بھر کا  
 تاہ مرزا کی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ  
 تقدیر ہی میں پوری تھی ہوئی ہے۔ جہاں دیپی کے امکانات نظر آئے  
 رہا میں تو قی دفار ہی جانل ہو گئی۔ جعلایہ کی ضروری تھا کہ آخر آج بھی  
 دروازہ باتا اور بھروسی طکی اُس سے کسی تو کسی طرح متعلق ہوئی جس نے  
 پھر دی پیچھی تھی کہ تو وہ اپنی طرف منتظر کرائی تھی۔  
 تاہ مرزا اپنی کوشی میں موجود تھا۔ حید کو اُس نک پہنچنے میں کوئی  
 مشواری نہیں تھا۔  
 "اُپ کا خلف فہمی ہوئی ہو گئی جتاب"  
 "بتاؤ۔ تاہ مرزا چیخ کر کھوا ہو گیا۔" تھا رے ڈی، آفی، جی تک  
 کے کان کھینچ سکتا ہوں۔ تم کیا پھر ہو؟  
 مکان آپ صرف اور پھر دلوں کے کیفیت کئے ہوں گے۔ ہم  
 بیمار اس تابیں کیاں؟  
 "میں پوچھ رہا ہوں کہ تم نے روزا کے ساتھ کیا کیا ہے؟"  
 "یقیناً اُپ کسی بڑی خلف فہمی کا شکار ہوئے ہیں مز اصحاب"  
 "کیا مجھے کوئی دوسرا است اختیار کرنا پڑے گا؟" تاہ مرزا کا خفتہ  
 پڑھتا جان بھا۔  
 "ویکھی۔ یہ روزہ نہیں ہے۔ بات کرنے کا؟" حید اس کھفتہ کی  
 پرواہ کیے پھر زم پھیلیں۔ بولا پھر کھل کر الام سکھائی۔ پھر میں دیکھوں  
 گا اُس میں کیاں نک صفات ہے؟  
 "یکشیں جید میں بہت بُرا آدمی ہوئی"  
 "میں اپنی زبان سے کہہ نہیں کہہ سکتا۔"

"وہ لڑکی کا افس رہتا ہو لواہ۔" پر اتفاق یہکہ فریدی کی سعادت ہے۔  
 "اوہ میں اپنے بیرون کے علم میں اپنے بیرون سے اس سطح میں کوئی  
 کی نظر نہیں کر سکتا۔  
 بات تاکتے کی ہے۔ فریدی بولا: "پھر بتے ہے۔ پھر  
 ساختہ ہوں گے"  
 \*\*  
 حید کو اس نے روزانہ نظر کرنے کی پدایت دی تھی اور خود ان  
 دنوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔  
 اور حید کرنے والے کی قمت پر رٹک کرنے ہی سے فرمت  
 ہیں۔ وہ بھی تھی کہ نہیں کیے ایک خیس بکھلا دکھل کیاں ہے۔ پھر  
 ہوئی تھیں۔ وہ کیا گراہی طکی بھی خدا اُس کی نظر میں فریدی کے  
 پیارے پر تھیں۔ دفعتاً کسی نے پھر گھٹنی بھائی۔  
 "وب۔ تم دیکھو۔ فریدی نے حید کی لفڑی دیکھے پھر کہا۔  
 "میں آپ کو اس مصیبت میں تھما نہیں چھوڑ سکتا۔" حید نے شرید  
 کی سکونیت کے ساتھ کہا۔  
 "جاڑا۔" فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور حید دہاں سے چلا گیا۔  
 "ادھر بے ہوش لاکی کے جسم میں کسی تدریجی نہیں پیدا ہو چکی تھی۔  
 فریدی اُسے پھر دیکھتا ہا۔  
 پھر حیے ہی حید نے اُس کمرے میں قدم رکھا وہ اس طرح انہیں  
 جیسے یونہی نظر میں بھائی کی ایکننگ کرتی رہی۔  
 حید کے ساتھ ایک ستر فریدی کی بھی تھا۔ رُل کی لہے دیکھتے ہی پرست  
 پڑی۔ "ڈیڈی۔ وہ مارڈا لایا۔"  
 ساتھی بھائی وہ اُس کی طرف جیسی تھی۔ اور اب وہ اس کے پیسے  
 پر سر کھے بھائی کی تھی ہی بھی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رہے جا رہی تھی۔  
 "وہ بھیے بھی اُس کے ساتھ ایک تھی ہی پہنچ معلوم ہوتی تھی کیونکہ  
 وہ طویل قامت اور خاصے پچھلاؤ والے جسم کا مالک تھا۔ سن رسید و من  
 کے باہر وہ بھی مخبر طاقتی رکھنے والا معلوم ہوتا تھا۔  
 "میر کیسے ہوا۔ کب ہوا؟" نوادردیز ملکی نے رُل کی کپڑی پھٹکتے ہوئے  
 فریدی سے پوچھا۔  
 "م۔ مارڈا لایا۔ وہ کامیابی پولس سے ہے۔"  
 ایسا مسلم ہوتا تھا جیسے اُس پر قشی سی طاری ہو رہی ہو۔ تھیں  
 آہستہ آہستہ بند ہوئی جا رہی تھیں۔  
 فریدی جمال مختار اُس کی حالت کا جائزہ لیا۔  
 دفعتاً حید بولا: "وہ اُنی۔" اسے سمجھا یہ:  
 "یکن فریدی اُسے فرش پر گرتے بھی دیکھا رہا۔  
 "ہو گھنے بولا۔ فریدی اُسے جواب طلب نظر میں دیکھا رہا اور  
 رُل کی بد تصور اُس کے پیسے سے گلی ہوئی سیکیاں لیتی رہی۔  
 فریدی نے پھر اپنا سوال دہرا یا۔

"محنتیں۔" اب اس کے بال کی رنگت بھی دیکھی ہی ہے۔  
 فریدی بے ہوش ہو جانے والی لڑکی کو پر نظر نظر میں سے  
 دیکھا رہا۔  
 "اگر خود ہمت دکر سکتے ہوں تو مجھے اجازت دی کیے؟"  
 "ہوں۔" فریدی ہر جنک پڑا۔  
 "املاکوں؟" فریدی نے کسی تقدیر کی ساتھ کہا اور پھر لڑکی کی  
 طرف دیکھنے لگا۔  
 "بکھوت؟" فریدی نے کسی تقدیر کی ساتھ کہا اور پھر لڑکی کی  
 طرف دیکھنے لگا۔  
 "میں نہیں جانتا۔" حید نے مختہی سائنس لے کر دروناک  
 لہجے میں کہا۔  
 "وہ اس وقت کہاں تھے گی؟" فریدی نے اُسے کا جانے والی  
 نظر میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
 "میں نہیں جانتا۔ آج تو کپیلہ کی طاقتی تھی، جو ایسے حالات میں  
 بھوئی۔" دفعتاً بہرے کسی نے گھٹتی بھائی۔ فریدی پونک کر دو دوازے  
 کی لفڑی دیکھنے لگا تھا۔  
 "تم میں غبہ دیں۔" اُس نے کہا اور آگے پڑھ گیا۔  
 صدر دو دوازہ کھوئے وقت پیر خوشبو کی پٹ پر اس کے جھرنے کے  
 ساتھ اندر آئی۔ چوتھا بار اس میں ایک سفید فام لڑکی باہر کھڑی  
 تھی۔ فریدی کو دیکھ کر اُس نے تھیڑا انداز میں جلدی جلدی پھر جھپٹی  
 اور بولی۔ "کیا آجھر موجود ہے؟"  
 "آئی۔" فریدی نے ایک لفڑی پڑھنے ہوئے کہا۔  
 "وہ اندر رہا۔" فریدی اُسے دہی لایا جمال میں کھوڑ کر گیا تھا  
 "اُر تھر کہاں ہے جو۔" لڑکی نے اُن دنوں کو باری باری سے  
 کھوئے ہوئے پوچھا۔  
 "اُر تھر؟" فریدی طویل سائنس لے کر بولا۔ مجھے انہوں بھوت  
 کسی نے اپنیں مارڈا لایا۔  
 "یا پھر بوسکتا ہے کہ کسی خادشی کیا پتا پہنچا کر کے ہے؟"  
 "مُنی ہو۔ ہمارا اعلیٰ مقامی پولس سے ہے۔"  
 "م۔ مارڈا لایا۔ وہ کامیابی ہوئی آواز میں بولی۔  
 ایسا مسلم ہوتا تھا جیسے اُس پر قشی سی طاری ہو رہی ہو۔ تھیں  
 آہستہ آہستہ بند ہوئی جا رہی تھیں۔  
 فریدی جمال مختار اُس کی حالت کا جائزہ لیا۔  
 دفعتاً حید بولا: "وہ اُنی۔" اسے سمجھا یہ:  
 "یکن فریدی اُسے فرش پر گرتے بھی دیکھا رہا۔  
 "ہو گھنے بولا۔ فریدی اُسے جواب طلب نظر میں دیکھا رہا اور  
 رُل کی بد تصور اُس کے پیسے سے گلی ہوئی سیکیاں لیتی رہی۔  
 فریدی نے پھر اپنا سوال دہرا یا۔

"ہو گھنے بولا۔" حید بھس کر بولا: "اُب اسے آپ۔  
 انجائیں اور جس موضع پر دل چاہے اُنہاں پر کیجیے۔ یہ کوئی انترا اس نہ ہوگا  
 "اُوہ۔ تو کیا یا۔"

میکھن عجیہ: پیر: ناصر مزاج برائی ہوئی آواز میں بولا: ابیری

عمرت تھا رے باختہ:

میں نہیں سمجھا جاتا!

یہ اقدام خود کشی کا کیس دینے پانے ہے:

پھر آپ ناکروکس طرح ملکن کریں گے،

میں کوئی نہیں جانتا۔ بچکھیں کرنا ہے:

آپ نے مجھے دشواری میں مال دیا ہے، مجید پر شوش بچے

میں بولا۔

☆☆

کرف فریدی، عجید کی کیفی بنور سنارہا۔ جب وہ راکی کو اسٹاں

لے جانے والے حصے پر پہنچا تو اُس نے اُسے خبریں کا اشادہ کرتے ہوئے

پہنچا: بس اب صرف اتنا بنا دکھ دہ زندہ ہے یا مر گی؟

زندہ ہے، لیکن ابھی تک برش میں تیرس آئی؟

بھولام ناصر مزاج اکی مدد کیے کرو گے؟

بہت مرداں مدد فدا:

اُدھر قوم اے اقدام خود کشی کا کیس نہیں بخ دو گے:

ناصر مزاج ایمی فریدی مدد گزارا راحا۔

فریدی کچھ بولا.

عجید محبوس کر راحا تھا کہ وہ بہت اچھے مودوں میں ہے۔ تھوڑی دیر

بعد اُس نے عجید کے شاستہ پر ہاتھ رکھ کر کہا: تم فکر نہ کرو۔ میں دلکشید

کر اس پر آمادہ کر دل گا کہ وہ اُسے مرگی کے کیس کی جیست سے جربرا کر لے:

تحیکر ہے۔ بس: عجید نے میراث انداز میں پلکیں جھکائیں اور

بچر بولا: آپ متے مہربان یکوں میں؟؟

ناصر مزاج کے گھرانے سے بارے قدم تھیات میں:

تاپنے ان دو نوں کے بارے میں کیا معلوم کیا؟

سباب پڑی۔ سعادت غانہ کا آفیسریت۔ لیکن اُرد پڑھنے کی وجہ

شارق ہے۔ معمول اور ترقیتیں اُس کا کلاس خیلوہ چکا ہے۔ دو نوں میں

عجیدی وہی تھی:

میکا اُرد پڑھنے کے شوق کا تکڑہ بھی کوئی اہمیت رکھتا ہے؟ میں

نہ پہنچا.

کلموں میں تم مجھ سے زیادہ قابل ہو۔ تیرڑکی بیٹھت سے تھارا

تذکرہ دیا ہے:

میکا مطلب؟

تم اُسے اُندھر پڑھا گے:

لیکن میں تو روزا...:

انگلی اٹھا کر بولا.

عجیدی تشویش کے شکار ہے۔

اُب ناصر مزاج وزدہ دروازہ پیٹ رہا۔ عجید نے پھر

تقل کے سو راخ سے آنکھ لگادی۔

ایں شور و غل کے باوجود بھی روز اکی بیوی نیشن میں کوئی تبدیلی نہ

ہوئی تھی۔

یہ کیا میہوت ہے؟ ناصر مزاج بالآخر بے بھی سے بولا۔

دروازہ حکومت کی فکر کیجئے جاتا۔ حالات غیر معمولی ہیں سمجھی

سے عجیدی نیکدا سلسلہ اس شور و قیامت سے ٹوٹ جاتا۔

بیونی۔ تھت۔ تت۔ تو کیا؟

مکوئی راستے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ دروانہ کھلوا ہے۔

مکوئی دوسرا کنجی نہیں؟

اپچاہ اُڑھہ بیے۔ عجید نے کہا اور کوٹ کی اندر وہی جب سے

پرس نکالا۔ اس کے ایک فاستے میں کمی نہیں اور باریک اوزار نظر لے

تھے۔ عجید نے ایک اوزار مخفی کرتے ہوئے پوچھا: اجازت ہے؟

میاں ہاں۔ میاں جلدی کرو۔ خدا کرے کھل جائے۔

عجید نے قدر ایسی دیر میں تقل کھول لیا۔

ناصر مزاج نے بتا بانہ انداز میں انہد دا خل ہوا تھا۔ روزا

اُب بھجوں کی توں پڑی نظر آئی۔

قریب سہیج کر تا صرف اُسے مجبور را اور چڑا اڑاں دیں، لیکن

اس کی آنکھوں کے پیوٹوں میں جنبش تک نہ ہوئی۔ سانس چل رہی تھی

اور ہاتھ پر ریختھے۔

ملکشی عجید۔ اُب کیا کریں؟ ناصر مزاج برائی ہوئی آواز میں بوڑا۔

منوراً کسی اپنے دا لکڑا طلب کیجئے۔ عجید نے کہا اور محبتانہ

ظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

وغناً اُس نے بیٹی بھانے کے انداز میں ہونٹ مکوٹ

اور بیڈا کے سہانے جگک لیا۔

یچے کے نیچے سرخ رنگ کی ایک شیشی جھاک دیتی تھی۔

اُس نے کھاں کر اُس کا بیٹل پڑھا اور ناصر مزاج اکی آنکھوں میں دیکھا

ہوا لالا تیرشی باکل خالی ہے۔ اگر روزانے ہی اسے خالی کیا ہے تو

جلد تھا کیجئے۔ وہ اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی؟

عجیدی تکھاہٹ کے عالم میں انھوں نے اُس کو ایک گارڈی

چھپا کر رہا تھا اور تھی اپتاں کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

نہیں سمجھا ہے:

ناصر مزاج نے بولا: ابھی سرخی میں معلم ہوتا تھا۔ عجیدی

یہ درساٹا کہ آہتے ہے بولا: مجھے مظہر ہے۔ لیکن تم صرف نگرانی کرے

اس کے تحفظ کے نکتہ نظر لے۔ اُس سے مل بیٹھنے کی کوشش نہیں کرو گے

لاؤ جو دل لا تھا۔ عجید اس کی کیکوں کا گاہا کر دیا۔

ناصر مزاج اسے اُسے گھوکر دیکھا، لیکن وہ اعتمان انداز میں اس

طرع اُس کی طرف دیکھ جا رہا تھا جیسے اپنے سوال کا جواب چاہتا ہو۔

ناصر مزاج نے تھوڑی دیر بعد کہا: نہیں تم رہنے دو۔ میں اس سکا

تیک کرنی کرنا ہے۔ عجیدی سے گفتگو کروں گا:

عجیدی نے طولی سانس لی۔

”یکن اے“ وہ سمجھدی اختیار کرتا ہوا بولا: آپ اس لامکی سے

ہاتھ دھو جیٹیں گے؟

میکا مطلب؟

”آپ جلتے ہیا ہوں گے کہ کتنے تھا دیکھ دیا ہے؟“

”وہ ہر؟“

”آنھیں ایک بھائی جو ہوتا تھا۔“

”وہ عجید کی مختلہ سانیں لے کر بولا: اور آپ کی روز اُب سانید ہوں

کو مختلف ترین ہیں؟“

”میرا خاک اڑانا چاہتے ہو؟“ ناصر مزاج بھرکا گیا۔

”بھائی تو کھولوں گی اور میں کوئی ایسا غیر معرفت اُدھی بھائی نہیں ہوں

کہ دوبارہ پاٹھنے آسکوں، لیکن سبب آپ ان کی نگرانی کیا ہی کرتے ہیں

تو اُس دقت کیوں ہو گئے جب میں ان کے پیچے جا رہا تھا؟“

”پیر نہیں کیوں بھوک گئے جب میں ان کے پیچے جا رہا تھا؟“

”میرا خاک اڑانا پر خفہ آگیا تھا اس میں نے کہا تھا جنم

میں جائے؟“

”کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہر وقت ان کی نگرانی کرے رہیں؟“

”کیوں نہیں۔ اُس کی زمرداری ہے جو ہے؟“

”لیکن یہ آپ کے لیے جھکن نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ معرفت اُدھی اُسیں“

”اُن بھائی بات ہے؟“

”اچھی بات ہے۔ آپ آپ سبھ کھل ہو جائے؟“

”کیا مطلب؟“

”وہ روزا کی خواب گاہ کے قریب پہنچنے کیلئے گئے“

”میں آپ کے لیے ان کی نگرانی کروں گا؟“

”تم؟“

”اُن۔ اُن۔ آپ کو ہمہت کیوں ہے؟“

”نہیں نہیں۔ میں خالہ بیٹے کے گشت کی رکھوں اسی نہیں کلاسکا“

”الموس“ عجید مختلہ سانس لے کر بولا: دنیا نے بچے باکل۔

بچہ آجستہ آجتہ اُس کے بگٹے ہوئے فدو خال میمول ہر آتے  
گئے اور تھوڑی اور بڑھا سئے کیا: دل بھی پر دہبٹ خافٹ نظر آتی

عجی اور اسماں کے اشکار ہے۔ لیکن تم صرف نگرانی کرے  
اس کے تحفظ کے نکتہ نظر لے۔ اُس سے مل بیٹھنے کی کوشش نہیں کرو گے

لاؤ جو دل لا تھا۔ عجید اس کی کیکوں کا گاہا کر دیا۔

”میں نہیں موجہ ہوں۔“ اُنھیں بلا لائی۔ اگر وہ کہہ دیں کجھے بھیجا تھیں اسیں

وہ پھر آپ کا غیریار ہے۔ میں نہیں کہا تھا کہ کہاں کے کان“

”تم نیک نام نہیں ہو؟“

”بچہ ایسا زیادہ بدنام بھی نہیں ہوں۔ دنیا میں شاید بھی کوئی ایسی  
راکی مل سکے جس نے بھی عجیدی دھرم سے اپنے کمرے میں اس طرح بند  
ہونا پسند کیا ہو؟“

”تم کہتا کیا پاٹھے ہے جو ہے؟“

”مزرا صاحب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کیا کہتا ہے؟“

”اس وقت بھائی کیوں آئے ہے؟“

”روزا اپسیداڑوں کی کہانی نامکمل رہ گئی تھی۔ اشتیاق تھا کہ  
بادسے میں پچھا اور مسلم کروں گا؟“

”آنھی سچ پوچھ لیجیے۔“

”وہ دروازہ سی نہیں کھولتی؟“

”بھائی تو کھولوں گی اور میں کوئی ایسا غیر معرفت اُدھی نہیں ہوں  
کہ دوبارہ پاٹھنے آسکوں، لیکن سبب آپ ان کی نگرانی کیا ہی کرتے ہیں  
تو اُس دقت کیوں ہو گئے جب میں ان کے پیچے جا رہا تھا؟“

”پیر نہیں کیوں بھوک ہو جائے؟“



بیت

نامزد اس کا شکریہ ادا کیا۔

خادم اب بھی مژوب بات ادازیں مشکل پر کھڑا رکھتا۔

چلو یا ناصر مزد اس کی قرف باخو جاگر کیا اور وہ کشی میں آئیں۔

پھر سماں یہ کشی آئتے سے گیرے پانی میں تیرنگی۔

میدنے نامزد کو بتایا کہ فردی باہر ہو چکا ہے۔

بن بلائے مجازل کو برداشت کرتا ہر برس میں صباہ پرے کھٹکیں

میدنے نامزد کا بہن خلک تھا۔

ایسی بے مرتوں کی لونج میدنے کی تھی۔ وہ سمجھا تھا کہ فردی کا ہام

تنے ہی ناصر مزد کی استھان کے لیے دوڑا جائے گا۔

کشی آہستہ آہستہ تیرتی رہی۔ دوسروی کشتوں پر عجمی لوگ نظر آرہے

تھے۔ ان میں سے بہترے حمد کے لیے اپنی نہیں تھے۔ کوئی کسی نظرت کا

سیکڑی تھا۔ کوئی کسی نظر کا دائرہ نہ تھا۔ کچھ عطر طیبی عجمی دکھانی دیے۔

تم کون سی پہنچ پر کھٹکیں ہے، ناصر مزد اسے پھر بھر کی جوئی آواز

میں پڑھا۔

اور بیدار کے جواب پر حسرت زدہ نظر آنے لگا پھر اس طرح اے

دیکھے بے باخا ہیئے اپاں اس کے دم نکل آئی بُو۔

دنھنڈا چاروں طرف تیر قسم کی حرمی کو رنجنے لگی۔ ایکلرک گھٹا پر بڑی

خوشگوارہ عن جھوڑا دی کی تھی۔

ناصر مزد اپنی صہر رنگ کی بُلی کی پشت پر ہاتھ بھر دے گا۔

اس رنگ کی بُلی میرے یہے ابھرے ہے: حیدر بُلا۔

بُر افیلے ہے؟

یعنی کہ...؟

بان اسی کے نام سے نسب بے یہ جگہ:

بُلکن اپنے تو...؟

ناصر مزد کے قیچیتے اے جلد پورا نکرنے دیا۔

لکھپن حیدر یہی بے میری غبوبہ:

لکھپن کوئی بزرگ کی طے تو پچھلی دلایی ہے:

اس کی عادت بے کو دقت مزد اپنی کھال بدل دیتی ہے۔ ہر

لکھا بے کبھی قم اسے بزرگ میں بھی دیکھو:

حیدر عروس اگر باتا کر اس دقت دا یاک بے فکرے کے سے

انداز میں گفتگو کر رہا ہے۔ حیدر نے روزا کا درجہ ناچاہا ہا۔ لیکن ناصر مزد

ہاتھ اٹھا کر بُلا۔ غیر فرضی بائیں نہیں۔ اس جنت میں اس کے کچھ جھلکوں ایسا

ہے۔ تم بھی یہ سوچو کفریدی اس دقت پھانگ پر کھوا احترون کی طرح سر

کھجرا بایو گا۔

آپ کی کشی میں کوئی رُکی نہیں ہے۔ حالانکہ دسری کشتوں میں

نظر آر جی ہیں:

عمری جبکہ کی عدالت کا دبجو برداشت نہیں کر سکتی۔

اُر آپ اپنی کشی پر نہیں ہوتے ہیں یہ

محارہ ادعا کر دیتیں جل گیا۔ میں نہیں کبھی ہیں مارا تو

ملکی کا ذلیل کی نقل امار کشی ہے یا نہیں؟

مکایم میر اخاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔

چھانگ تکاول گا کشی سے اگر آپ نے میری نیت پر شکر کی۔

میں نے اپنی بھت آج ملک اور کسی مسوس نہیں کی جتنی آپ سے کر

پہاڑوں:

ناصر مزد اسے اس طرح اس کی طرف دیکھا جسے اپنے کاذل پر

لیعنی نہ ہو۔

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

آپ کا آر کسرا عجمی شاندار ہے: حیدر تھوڑی دیر بعد بولا۔

سب پچھا شاندار ہے بیکن کی طرح بھی سکون قلب حاصل نہیں:

اُپ بُلی بدل دیکھے۔ کتنے عرصے ہے آپ کے پاس؟

قنم سے طلب: ناصر مزد اچھا گیا۔

آپ کے بھند کو کبھر باتھا۔ آپ بھند کے نہ

بُور مت کر دیکھنے حیدر:

بُر اگر کسی نے محراج انہ اڑیں اپنے بُر نکو ہی ہے تھے۔

اے اس کشی میں وہی رُکی دکھانی دی تھی جس کے متعلق فریدی

خاء اے باتا خاکر دا اندو پڑھا چاہتی ہے۔

لیکن اپنے تو...؟

ناصر مزد کے قیچیتے اے جلد پورا نکرنے دیا۔

لکھپن حیدر یہی بے میری غبوبہ:

لکھپن کوئی بزرگ کی طے تو پچھلی دلایی ہے:

بُر افیلے ہے؟

یعنی کہ...؟

بان اسی کے نام سے نسب بے یہ جگہ:

بُلکن اپنے تو...؟

ناصر مزد کے قیچیتے اے جلد پورا نکرنے دیا۔

لکھپن حیدر یہی بے میری غبوبہ:

لکھپن کوئی بزرگ کی طے تو پچھلی دلایی ہے:

اس کی عادت بے کو دقت مزد اپنی کھال بدل دیتی ہے۔ ہر

لکھا بے کبھی قم اسے بزرگ میں بھی دیکھو:

حیدر عروس اگر باتا کر اس دقت دا یاک بے فکرے کے سے

انداز میں گفتگو کر رہا ہے۔ حیدر نے روزا کا درجہ ناچاہا ہا۔ لیکن ناصر مزد

ہاتھ اٹھا کر بُلا۔ غیر فرضی بائیں نہیں۔ اس جنت میں اس کے کچھ جھلکوں ایسا

ہے۔ تم بھی یہ سوچو کفریدی اس دقت پھانگ پر کھوا احترون کی طرح سر

کھجرا بایو گا۔

آپ کی کشی میں کوئی رُکی نہیں ہے۔ حالانکہ دسری کشتوں میں

دو تو الی اپنیں تھیں۔

نامزد اپنی بھت ایسی بُلی کو گھوڑے جارہا تھا۔ ایسا لگتے تھا ہیسے وہ اُس پر

کھلا کے نہ کرے کا رُک مل دیکھا چاہتا ہو۔

استھنے میں وہ کشی قربب آئی۔ حیدر نے اسی تھرمل کوئی پہچانا

جو اُس رُک کی بعد آتھر کے مکان میں داخل ہا تھا۔

”سیلو مزد“ غیر ملکی نامزد کو اس طرف کی خالب کیا۔

”پیلو دُل“:

تم کچھ بیکھے بیکھے سے نظر آرہے ہو۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی ہیچانی کی ٹھکل جمع

عمری تو خاص بات ہے اس شکل میں یہ حیدر نے مٹکا کر کبا اور

جس کشی کی پادھنے کا نکان کر پانچ بھرنے لگا۔

”نہیں ایسا تو نہیں۔ ایک بہت زندہ دل اُدی میرے پاس

موجود ہے:

لڑا جمی حیدر کی طرف دیکھنے کا چھولوا۔ کچھ جانی



اپ

سے بد اخلاقی کا ثبوت دیا ہے؟

محمد پر خاموشی سے۔ اگر وہ اسپتال سے فائب ہو گئی ہے تو

اس کی زندگی خطرے میں ہو گئی؟

بچتمن میں جائے؟

لیکن تم تو نکلا اس جنت سے؟

آپ اندر آئے کیجے؟

ناصر مرا ایک اجازت سے؟

تمہرے قو صاف انکار کرو یا تھا۔ کہہ رہا تھا کہن بلائے مہمان

اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتے ہیں۔ آنفری کس قسم کے فائدی

تعلمات ہیں؟

غمم اور تارون کے معاون ایک سی فائدان سے تعقیل رکھتے ہیں۔

بھی اطلس سے ہے۔ محمد طنزی پر بھی میں بولا۔

دو قوں ہی آدم کی اولاد ہیں... بیٹے؟

تو کیا آپ کا خیال ہے کہ امرتھ کے لیے میں مزاحیہ کا باخہ ہے؟

ہوسکتا ہے۔ کیا یہ ملکن نہیں ہے کہ اسے دنوں کا چھپ کر

ملنا پسند ہے رہا ہوا دوسکتا ہے کہ خود بھی روزا کی گشتدگی کا بھی ذمہ دار ہے

وہ لکن میں آئی۔ میں ساری کسی آدمی میں دوستی میں رہت احمد ہوں:

لکن چار دیواری کے چالانک سے گزر بھی نہیں۔ اگر ایسا دکروں تو تم

پر نہیں کہ لدکاں خرق ہو جاؤ۔ کیا

پر نہیں ہے کہ آپ بھی نے اسے غائب کر دیا ہو؟

بہت دور کی کڑی لائے ہو، لیکن غلط۔ فربی کے دلائر

پر نظر جانے ہوئے کہا۔ میں نے صرف اتنا کیا ہے کہ تھاری ملحوظ

نہیں رہا۔

کیا مطلب؟

وہ جمال بھی لے جائی گئی ہو گی کچھ دیر بعد مجھے اس کا سلسلہ ہو

جائے گا:

اُوہ۔ تو آپ اس کی نگرانی کرتے رہے ہیں:

یقیناً۔ مجھے سوچنا پڑا تھا کہ اس نے خود کشی کی ہوشش کیوں کی?

اکثر محبت کرنے والے مجروب کی موت برداشت نہیں کر سکتے:

کہا بیان ہیں فرزند۔ جب ایک ماں جوان بیٹے کی موت کے

بعد بھی زندہ رہ سکتی ہے تو یہ بچہ کچھی بکواس ہے:

بہترے دانتات ہیں:

اموت کے دانتات ہوں گے۔ وہ صرف جدائی کے قصہ رتے

ہیں۔ اگر تھاری مجروب نہیں سے جدا بھوکی اور کے پاس سی سیخ جائے تو

تم یقیناً خود کشی کر دے گے، لیکن وہ جنت نہیں ہوگی۔ وہ تو ٹھیس نے گی

تھاری مردانگی کر، تھاری آنا جموج ہو گی اور غیرت خود کشی پر آمداد

کر دے گی یا

میں اس وقت پچھر سئنے کے موہ میں نہیں ہوں:

”ترپھر ایک فیر سائنسٹ بکواس دکرو۔“

مجھے نہند آرہی ہے:

فریدی پچھرے لے لا۔ لفک سنا کوں پر تیرز فقاری کے

مخاہرے کرنی ہوئی بالآخر ایک حادث کے ساتھ اگر کی اور

فریدی نے حمید کو بھینڈرا۔

”آپ اندر آئے کیجے؟“

”ناصر مرا ایک اجازت سے؟“

”میرے تو صاف انکار کرو یا تھا۔ کہہ رہا تھا کہن بلائے مہمان

نے چونک کر جمیانی ہوئی آواز میں کہا۔ میں گاڑی بھی میں سو جاؤں گو۔“

”لکھیں کھو۔ ہم گھر میں نہیں ہیں۔ دو دھبیتے کچے؟“

”غمم اور تارون کے معاون ایک سی فائدان سے تعقیل رکھتے ہیں۔“

بھی اطلس سے ہے۔ محمد طنزی پر بھی میں بولا۔

”دو قوں ہی آدم کی اولاد ہیں... بیٹے؟“

”تو کیا آپ کا خیال ہے کہ امرتھ کے لیے میں مزاحیہ کا باخہ ہے؟“

”ہوسکتا ہے۔ کیا یہ ملکن نہیں ہے کہ اسے دنوں کا چھپ کر

ملنا پسند ہے رہا ہوا دوسکتا ہے کہ خود بھی روزا کی گشتدگی کا بھی ذمہ دار ہے

وہ لکن میں آئی۔ بیٹے۔ محمد کی سوچی میں دووب گیا تھا۔ جب

لکن چار دیواری کے چالانک سے گزر بھی نہیں۔ وہ جونک کر بولا۔ کیا

پر نہیں ہے کہ آپ بھی نے اسے غائب کر دیا ہو؟“

”بہت دور کی کڑی لائے ہو، لیکن غلط۔ فربی کے دلائر

در دارے کی پچھت پر کئی گھیریں کے پیش سوچی ہیں جن کے پیش میں

غفاری نہیں کے ہیں۔ سرخ زنگ والے پیش ہیں کوئیں بارہ بار

انتشار کرتا تھا۔“

”مجھے دیاں چھوڑ کر کسک تو نہیں جائیں گے ہے۔“

”نہدرے کرنی آئے گا۔ تم صرف پارہ اسٹرلنگ کہر والیں چلائے“

”اگر وہ کوئی کتابہ اور اس نے میری مانگ پچھلی تو کیا ہو گا؟“

”وقت نہ فائع کرو۔“

حیدر عادت کے براہمے میں آیا۔ سرخ رنگ کے بیٹوں والے

پیش سوچھ کوئیں بارہ اسٹرلنگ کرنے کے بعد اندر سے کسی کی آمد کا منتظر ہے

جلد بھی درہازہ کھلا اور حمید نے درہازہ کھوئے والے کی شکل دیکھ

بیض جھر آئی بھوئی آواز میں کہا۔ بارہ اسٹرلنگ“ اور دیسی کیلے مولیاں۔

گاڑی پر بیٹھے وقت اس نے حسوس کیا کہ کوئی اور بھی پچھلی

سیٹ پر بیٹھا۔ لیکن زبان بلائے کی تھریت نہیں حسوس کر

سیٹ میں کوئی دیکھا۔ کچھ کچھ کھو کر رہ جانے کا۔

فریدی نے اپنے اسٹرلنگ کو اس سے اپنی آواز میں کہا۔“

”آپ سے بد اخلاقی کا ثبوت دیا ہے؟“

”چلتے رہو خاموشی سے۔ اگر وہ اسپتال سے فائب ہو گئی ہے تو

اس کی زندگی خطرے میں ہو گئی؟“

”بچتمن میں جائے؟“

”لیکن تم تو نکلا اس جنت سے؟“

”آپ اندر آئے کیجے؟“

”ناصر مرا ایک اجازت سے؟“

”میرے تو صاف انکار کرو یا تھا۔ کہہ رہا تھا کہن بلائے مہمان

نے چونک کر جمیانی ہوئی آواز میں کہا۔ میں گاڑی بھی میں سو جاؤں گو۔“

”لکھیں کھو۔ ہم گھر میں نہیں ہیں۔ دو دھبیتے کچے؟“

”غمم اور تارون کے معاون ایک سی فائدان سے تعقیل رکھتے ہیں۔“

”بھی اطلس سے ہے۔ محمد طنزی پر بھی میں بولا۔“

”دو قوں ہی آدم کی اولاد ہیں... بیٹے؟“

”تو کیا آپ کا خیال ہے کہ امرتھ کے لیے میں مزاحیہ کا باخہ ہے؟“

”ہوسکتا ہے۔ کیا یہ ملکن نہیں ہے کہ اسے دنوں کا چھپ کر

ملنا پسند ہے رہا ہوا دوسکتا ہے کہ خود بھی روزا کی گشتدگی کا بھی ذمہ دار ہے

وہ لکن میں آئی۔ بیٹے۔ محمد کی سوچی میں دووب گیا تھا۔ جب

لکن چار دیواری کے چالانک سے گزر بھی نہیں۔ وہ جونک کر بولا۔ کیا

پر نہیں ہے کہ آپ بھی نے اسے غائب کر دیا ہو؟“

”بہت دور کی کڑی لائے ہو، لیکن غلط۔ فربی کے دلائر

در دارے کی پچھت پر کئی گھیریں کے پیش سوچی ہیں جن کے پیش میں

غفاری نہیں کے ہیں۔ سرخ زنگ والے پیش ہیں کوئیں بارہ بار

انتشار کرتا تھا۔“

”وہ جمال بھی لے جائی گئی ہو گی کچھ دیر بعد مجھے اس کا سلسلہ ہو

جائے گا:

”اوہ۔ تو آپ اس کی نگرانی کرتے رہے ہیں:

”یقیناً۔ مجھے سوچنا پڑا تھا کہ اس نے خود کشی کی ہوشش کیوں کی؟“

”اکثر محبت کرنے والے مجروب کی موت برداشت نہیں کر سکتے:

کہا بیان ہیں فرزند۔ جب ایک ماں جوان بیٹے کی موت کے

بعد بھی زندہ رہ سکتی ہے تو یہ بچہ کچھی بکواس ہے:

”بہترے دانتات ہیں：“

اموت کے دانتات ہوں گے۔ وہ صرف جدائی کے قصہ رتے

ہیں۔ اگر تھاری مجروب نہیں سے جدا بھوکی اور کے پاس سی سیخ جائے تو

تم یقیناً خود کشی کر دے گے، لیکن وہ جنت نہیں ہوگی۔ وہ تو ٹھیس نے گی

تھاری مردانگی کر، تھاری آنا جموج ہو گی اور غیرت خود کشی پر آمداد

کر دے گی یا

میں اس وقت پچھر سئنے کے موہ میں نہیں ہوں:

”ترپھر ایک فیر سائنسٹ بکواس دکرو۔“

”بچتمن میں جائے؟“

”لیکن سرچنا پڑا تھا کہ اس نے خود کشی کی ہوشش کیوں کی؟“

”میرے تو صاف انکار کرو یا تھا۔“

”کہہ رہا تھا کہن بلائے میں گاڑی بھی میں سو جاؤں گو۔“

”شاید حید کی نہند ناٹب پر بھی سیٹ پر بیٹھا ہو آدمی کے میں گاڑی بھی میں سو جاؤں گو۔“

”شاید حید کی نہند ناٹب پر بھی سیٹ پر بیٹھا ہو آدمی کے میں گاڑی بھی میں سو ج

پل

پل رہا تھا۔ پہاں میڈنے ایجی مار اس کی محل دیکھی، بیکھاری یاد رہیا۔

کچھ بھی کبھی ائے دیکھا ہو۔

اس نے سرپا ملنے ہے بیکھر دس کا کافی عیر ہو۔

وہ کافی کے اس سختیں آئیں جہاں ملائیں ایک دسری سے

کسی خدا فاطمہ پر واقع تھیں اور بہت زیادہ دولت مند لگ ان میں بیکھر

آپ اور بائیں جانش سے نکل پہنچ جاتی ہے؛ اجنبی اماں۔ میں

میکام نے البرٹ کے اندھے کوئی راستہ بنا یا بے:

بھی ہاں۔

برٹونام کی شکنہ کلب سے کوئی بھی راستہ نہیں ہاں

کسی بائی کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

عائش کی گیت نہیں وائل ہر ہی رہے تھے کفریدی نے

دولوں باخو پھیلا کر اسیں آگے پڑھنے سے روک دیا: پیچے ٹھہر دشی

بھی کر:

چندلے فاروقی ایک بھر فریدی نے جید کے شاندرہ ہاتھ کے

روکا: تم اندھا جاؤ اور اسے بازوں میں آجائے کی اشتہر کر دے۔

کیا بات ہے؟ میڈنے کی قد جنمباٹ کے ساتھ پچاہ اس

کے ذمہ پر پھر نہ کافی رہا۔

کہاں؟

یہ امداد میں ہم سے پہنچنے کے لئے ہاں:

تو کیا؟

غیر مردی بائیں نہیں: فریدی اہمتر سے غرایا پھر ماری کے

شانے پر باقاعدہ کر دیا: تھیں قیمیں ہے کہ خود قی را تھا اس نہیں

کیا جاتا رہا:

ہم پری مارے ہے اسے ہیں جاتا رہا اس دلت می

جس نے خاص طور پر اس طرف حیات دیا تھا:

ہاں۔ مجھے ٹھہر ہے۔ اس وقت ہمارا تعاقب نہیں

نہ کیا۔

حضرت میں ازگی بھی ہو گئی تعاقب کی: میڈنے نہ کے بعد

کیلے بار بار آنکھیں بچاڑتے ہوئے کہا: کیا وہ ناصر مرا زا کی کال نہیں

نہیں کر سکتے جب اخوند نہ سُن ہو گا کہ ہمیں روزہ ایک لشکری کی الاعمال

کیا گئے ہوں گے؟

جی سچھے دیکھے۔ نہند میں سارے مژدگاڑ ہو گیا۔ ہاں تو وہ کجو

نہیں کہ کہ اس اطلاع پر کلہ کار رکھ کر ہیں گے اور اگر ناصر مرا

بخارے بہاں بہار مذہبی ہر قبیلہ خواہ مذہب کے بارے  
میں کچھ بھی نہ جانتی ہو:

☆☆

فریدی اور اس کا بہاری دیوارے کے گھر تھے۔ اس طبقے  
میں بھری تاریکی تھی۔

فریدی نے اس سے کہا: اب تم جاؤ اور یہ ڈری سے  
وائے دروازے کا جائزہ کر کر بیٹھا کر دھنک رہنیں۔

بہت پہنچنے والے کوئی نہیں کہا اور آجسکی سے آگے بڑا گی۔  
فریدی دیوبیوں دیوارے کا گھر طاری بہاری دھنکا پست سے کی تھی۔

اس پر چلا گک رکانی اور وہ نہ پر ایک طرف بٹ گی۔ چلانگ  
لگنے والا زین پر آ رہا تھا۔

بھول کی سی سرعت کے ساتھ فریدی نے بغل بولنے سے ریا لو  
جیچا اور جلا اور کس سر پر پہنچ کر آجس سے بولا: زیوال رب آواز سے  
یا الہ کی نال جلا اور کی گرد سے جانگلی تھی۔

جلد آدرے سے حس درکت پڑا رہا۔ بلجی فریدی کا کسی فرضی پر  
کا حساس بہا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے اس کی پیشانی جھوٹی سی تھی کہ  
ہڑت پڑا۔ انگلیاں لگیزے بالوں سے ابھی جسیں۔

وہ عورت نکل اور غالباً بائیں پر برش سے تھی۔ اتنے میں فریدی کا  
بھرا بھی رہیں ایسا ہے۔

تاپ کیاں میں جاہ: اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر  
آجس سے کہا۔

ادھ: فریدی بولا اور پہل ماری کی روشنی عورت کے پہر  
پر ڈالی۔

ادھ: بھرا بھی زبان سبب نیکار تھا؟ یہ کوئی ہے جس  
کے لیے ہم ...

میں تھیں تھیں بے: فریدی نے ماری کچھ اور قریب کرنے لئے  
دوشی پرہی طرح بے ہوش عورت کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

جمیں ہیں: یہ وہی ہے جسے اپنال سے اخواں کیا تھی:  
فریدی نے طویل سالیں سے کردار تھے بھاگاہی اور مرا کا نہیں  
میں تھیں چاہئے تھا۔

بھرا سے بھرا کی دو ہیں جسرا اتحاد خواہ اسی سمت بریلی  
تھے عورت اس عورت نے اس پر چلانگ لگا گئی۔

بکھوڑو دپل رُوئیں ہیں۔ وہ اس حالت کے چھاکت پر تھا جس  
کے باس میں اسے اخلاق مل تھی کہ روزاویں نے جانی تھی۔  
ساحل دارچانک بندھا اور کپڑہ تاریک پڑی تھی۔ کسی

بخارے ڈیڈی تو اس پاس موجود نہیں ہے۔

کیوں؟

اُن سے ذر علم بہتا ہے۔

تم نہیں تو نہیں ہو:

میرا چیف کہ رہا تھا کہ تم اُور پہنچا بھائی ہو:

ہاں تو پھر:

میں تھیں میرا چیف میرے میرا بھائی میک بچھا عوں گا:

میں کون ہیں؟

اُر و کے دو بہت بڑے شاعر:

منضول بائیں نہ کرو۔ تھیں ہم پر آر قر کے قتل کے سعی میں  
شہبے:

کیا پر لیں والوں کو اس کا حق نہیں کرو کہ کی کوچاہ میکیں:

ادھ: اس نے تھی جان اندھی میں بہت سکھنے اور چس  
بنس پڑی۔

تم بھیں بھی بڑے جو دنما کا ہے۔ یہارے بہاں کے پر لیں والوں  
تو پھر کیا بچھے دنما کا ہے۔

ابنی بیویوں میک کو پانچ کی جلات نہیں کر سکتے:

کیوں؟

پور لیں والے بھی بائیں۔ میں جلا کی بھائی مکون گی۔ اس نے  
بڑی سادلی سے جواب دیا۔

اور میدنے ان کا دل رکھنے کے لیے اتنے نہ رہت تھی جگہ تھا

کہ اس پاس کے وگ جونک پڑے۔

میں اس شہریں کوئی مکون کی جگہ نہیں ہے: کلام اس کچھ دیر

بعد کہا۔

مکون ہی مکون: میڈنے کی آخریں میں دیکھا جو اسکی دل

ہیں ایسی جگہوں سے بھی واقع ہوں جہاں مکون ہی مکون ہے:

یہاں بھیجتے ہوں جسے دل نہیں پڑے۔

بھیجتے ہوں جسے پہنچا اسی میں کیا جھائیں گے:

طبع ہے۔

کیا جسکے ہوں؟ کلام اسے پہنچا،

پہنچا اسی جگہ کا ہوں۔ جب میں پہنچا تو ماں دفعے سے تھی

بھت میں کچھ تھا جاہی مال:

ہمارے خود ان حکمات کی پشت پر ہے تو پھر مکام دستیابی اسکے بارے  
جاگئے:

خادی از بحث اُنہیں ہے میکی دفتر علیہ قتل یعنی میں بارے  
میکن بہاں کب تک کرفتی رہیں گے: میڈنے کے میک دسری سے  
کسی خدا فاطمہ پر واقع تھیں اور بہت زیادہ دولت مند لگ ان میں بیکھر

جیب میں پڑا ہتا ہے:

میکر ڈیکھنے کے لیے اور جبراہی کی طرف رکھ کر دھاتیں  
تمہارا بڑا بڑا ملک حالت میں کسی جریان وہاں مکسیستھیں میں کو

ملات کی پشت پر کھلتا ہے۔ دروازے کے قرب ہی بھر کی خدمت  
زیستیں ہیں جو ہر ہی کچھ پر جاتے ہیں۔ سارے اس تھریخی حالت

کیا جو دیکھا ہی کے میل پر ہے اس پار ملک ای کا اس سے تھریخ  
گوئے زیادہ ذہنگا۔

بھی کر: چندلے فاروقی ایک بھر فریدی نے جید کے شاندرہ ہاتھ کے

روکا: تم اندھا جاؤ اور اسے بازوں میں آجائے کی اشتہر کر دے۔

کے ذمہ پر پھر نہ کافی رہا۔

کہاں؟

یہ امداد میں ہم سے پہنچنے کے لیے ہاں:

تو کیا؟

غیر مردی بائیں نہیں: فریدی اہمتر سے غرایا پھر ماری کے

شانے پر باقاعدہ کر دیا: تھیں قیمیں ہے کہ خود قی را تھا اس نہیں

کیا جاتا رہا:

ہم پری مارے ہے اسے ہیں جاتا رہا اس دلت می

جس نے خاص طور پر اس طرف حیات دیا تھا:

ہاں۔ مجھے ٹھہر ہے۔ اس وقت ہمارا تعاقب نہیں

نہ کیا۔

حضرت میں ازگی بھی ہو گئی تعاقب کی: میڈنے نہ کے بعد

کیلے بار بار آنکھیں بچاڑتے ہوئے کہا: کیا وہ ناصر مرا زا کی کال نہیں

نہیں کر سکتے جب اخوند نہ سُن ہو گا کہ ہمیں روزہ ایک لشکری کی الاعمال

کیا گئے ہوں گے؟

جی سچھے دیکھے۔ نہند میں سارے مژدگاڑ ہو گیا۔ ہاں تو وہ کجو

نہیں کہ کہ اس اطلاع پر کلہ کار رکھ کر ہیں گے اور اگر ناصر مرا

کوئی بادخشان میں بھی رہنے نہیں مکھی دیتی تھی۔  
چند لمحہ باہ رُک کر وہ پھر اسی طرف پڑت آیا جہاں ان دونوں  
کو چھوڑا تھا۔

”اے گاڑی تک لے چکے کی فکر کرو۔“  
”اب یہ شیں میں بے جتاب۔ لیکن خالق عالم ہوتی ہے۔“

”نام مرزا نام مرزا کی وجہ پر ایسا جانشی نہیں تھیں؛“  
”میرے خدا۔ میں کسی نام مرزا کو نہیں جانتی۔“

”توب و فریدی مسکرا یا۔ تو تم آرعنوچین کو بھی ز جانتی ہوئی  
جس کی لاش دیکھ کر تم نے غود کشی کی تھی تھی۔“  
”تم پر نہیں کیسی باقیں کر رہے ہو یہ سارے نام میرے یہے  
تھے ہیں۔“

”اپنی بات ہے تم یہی بتا دو کہ اس وقت کہاں سے آئیں۔“  
”اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ اس وقت میں نیزی سے  
مدد رہی تھی کہ تم سے نکار گئی۔“  
”ایسے راستوں سے چلو یونیورسٹیوں زیور ہوں فریدی نے کہدے۔  
چھر کر کر لواہ نہیں۔ نہیں پل کے گی جانی لاء کاڑی اسیں لے آئے۔  
گاڑی ادھاں تک پہنچنے میں نہیں پارہٹ سے زیادہ صرف  
نہیں بہت تھے اور اس دوران میں فریدی اور زکر اپنے بارہوں میں  
سبجاۓ رہا تھا۔

”اس عمارت کی نگران بدستور جاری رہے گی؛ اس نے گاڑی  
اشارت کرتے ہوئے بھرا ہی سے کہا۔“  
پھر بھرا ہی دہیں رہ گیا تھا اور گاڑی نیزی کے آگے  
بڑھ گئی تھی۔ روزافریدی کے برابر الگی، یہ سیٹ پر نیم دلائی تھی۔  
”کیا تم جاگ رہی ہو؟“ فریدی نے پھر در بعد اسے غاطب کیا۔  
”میں جاگ رہی ہوں۔“ اس نے تھیف سی آذان میں ہول دیا۔  
”تم نے بھر پر جملہ کیوں کیا تھا؟“

”محل... نہیں تو۔ میں بے کاشہ دوڑ رہی تھی۔ اندر میں تم  
سے نکار گئی۔“  
”کیا تم دوڑ سکتی ہو؟“  
”میں نہیں۔“

”میں ایسا مرد نہیں ہوں جس کیلے محنت صدر رہی ہو۔“  
”میں نہیں۔“  
”لیکن تم ایک حمدل آدمی ہو تو ہو۔“  
”فریدی کچھ کہنے بھی والا تھا کہ سارہن بجا تھی ہوئی پر لیں کہ اس  
کی گاڑی سے آج تک لکھ کر قدر ترجیح ہوئی اور اس کے برعکس پر اسے  
اگر فریدی نے بھی پرے بریک د لکھنے ہوئے تو تکراہ لیکنی تھا۔ وہ نہیں  
کہاں لوں کا حملہ زیادہ سے زیادہ دوڑت رہا ہو گا۔“  
”تم خواری باتیں میری بھوٹ میں نہیں آ رہی ہیں۔“  
”کیا تم روزا پسیداون نہیں ہوئے؟“  
”میں روزا پسیداون نہیں ہوں۔“  
”چھر کون ہو؟“

”میں کون ہوں؟ ہاں بھئے سوچنا چاہیے کہ میں کون ہوں۔“  
”تم پر اقدم خود کشی کا بھی الزام ہے اس لیے جو کچھ بھی کہو سمجھ  
سمکھ کر کوئی اور اس وقت ایک پر لیں آفیسے ہو گام ہو۔“  
”میری بھوٹ میں نہیں آ رہی ہیں تھواری باتیں۔“

”گاڑی کا بارہن اس طرح بجا یا یہے اگر کاڑی سے راستہ مانگتا ہو سا تو  
بھی ابھن بھی اٹھاٹ کر دیا تھا۔“  
”اُس نے پریزی پھر تھی سے ابھن گاڑی ریورس گیئر میں موالی تھی  
اور گاڑی بہت نیزی سے پچھے بھی پل گئی تھی۔“  
”اتفاق بی تھا کہ اسکے ساتھ سنان پڑی تھی اور وہ اسی رفتار  
سے ایک سر ابتدئک آئی تھی۔“  
”فریدی نے نیزی سے اُسے بائیں جانب مولڈیا۔ اب لکن  
”پیکا قصہ سے اسکے پڑھو،“ دی۔ آئی۔ بھی غراوا۔“  
”وہ بیشتر فریدی کو اسکے پڑھو کہ فریدی کے ریکارڈ تو پڑ رہی تھی۔“  
”یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ روزا منہانی۔

”میں نے تمہے کہا تھا کہ تھاری دبے سے دشواریوں سے دو  
چار ہونا پڑے گا۔“  
”پڑ کر نہ تھے اور مجھ سے کیا چاہتے تھے؟“  
”جس نے تھارا ہا تھا پکڑا تھا وہ کہا کہ فریدی  
نیکن دی۔ آئی۔ بھی کا پارہ پہنے ہی سے پڑھا ہوا تھا کیونکہ فریدی  
نے گاڑی سے اڑ کر تعلیم نہیں دی تھی۔“  
”میں نے اس وقت اپنی شوہر پر ہر سو براہ کرم گاڑی سامنے  
چار ہونا پڑے گا۔“

”یہیں میں احساس کرنے کی جگہ بیان ملی تھی۔“  
”میں نے تمہے اس طرح یعنی دلائل کو میرے یہے ابھن تھا۔  
لٹکھر اس طرح کر رہا تھا جیسے خاصی جان پہچان ہوئے  
”پڑھنے کی وجہ سے کچھ زم بیٹھے ہیں کہا۔“  
”بھر گاہ کرنا ہوں کہ تم ایک پر لیں آفیسے مخاطب ہو۔“  
”بھجھوڑائے کی کوشش رکرہے میں تھاری ہر ہاتھ مان لوگی۔“  
”اپنی بات بھی فریدی نے کہا اور پنچالہ بہنٹ دلنوں میں  
دیالیا۔ دفناً عقیقی ایسے پنچالہ بہنٹ کی گاڑیوں کے بیٹھ پہنچ نظر  
آرہے تھے اور بھر اس نے پر لیں کی گاڑی کا سازن بنی شنا۔“  
”دوں ہوتے تھے سے بھیج کر اس نے سر کو جنبش دی اور  
اگر بھر پر بہ دباو کر دیا۔“  
”تباہ دیکھنا۔ تھاری دبے میں کہ دشواریوں میں پڑتا ہوں۔“  
”میں اسے مردی نہیں سمجھتی جو کسی عورت کے لیے دشواری  
سے نکار گئی۔“

”کس سطھے میں جناب فریدی کا الجھ بھوڑتھا تھا۔“  
”نے دلشیں پورڈ کے ایک فائیٹے میں پڑھا۔“  
”اگر اسے کان سے لگایا اور ماڈھو ہیں میں بولا۔“ سیل۔ سیل۔ فلائیٹ  
”فی الحال یہ اپنے متعلق کچھ بھی نہیں ہتا سکی۔“  
”روزا۔ اب تم غفوڑا ہوئے اُر کاڑی نام مرزا ہجرانی ہوئی آؤ۔“  
”میں بولا۔ یہیں اس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔“  
”اسکا اور ان پر لیشن۔“

”بیلو: کوئی بولا۔“ بھرا اسٹ جے  
”سفری ایسکگ۔“ دُو دی۔ آئی۔ بھی نے پر لیں کاڑی کی طرف  
”اسے گاڑی میں پھاڑو:“ دی۔ آئی۔ بھی نے پر لیں کاڑی کی طرف  
چند ٹھوں کے بعد دی۔ آئی۔ بھی کی خفیل آوارستانی دی۔  
فریدی نے مارڈیوں میں کہا: سرے تھاپ کا سلسلہ تم  
فریدی کے دل کو شکار کر دیں گا کہ میں اس وقت اپنی شوہر پر  
ہوں اور یہ تھے خاص حالات میں ملکر غاری میں پڑھیں گے آخڑی بار استہدا کا ہاہوہ  
”نہماں کوئی بھکھتا کہم نہیں آئے گا۔“ نام مرزا باری پڑا۔  
”سر مرزا۔“ فریدی کے لیے ہیں دھمکی تھی۔  
”آگے نہ رہو،“ یہیں۔“ کہا تھا فریدی سے واقعہ نہیں۔“

”پشتیا پشت سے واقفیت چلی آ رہی ہے۔ اب اس کی فکر  
کری۔“ میں ایک بار چھوڑ پڑ کر رہا ہوں کہ اخباری۔ فی۔ بھی۔ مختصر ہیں  
کے متعلق اپ دوڑت خارج سے دریافت فرمائیں۔ بھر چند کو ٹھوڑی  
نہیں ہے کہ اپ میری کا گردی گی کہ اس پر لیے ہیں آگاہ ہوں۔“  
”میں نہیں چاہتا کہ میرے کسی آنکھی کو دل میں میری طرف سے طال  
پیدا ہو۔“ بس اس سے گزرا ہو کچھ نہیں کہنا۔ مجھے اس وقت کی اوپریں  
بہ افسوس ہے۔“

”فریدی نے اب بھی زرم گفتاری بھی سے کام پیٹھے ہوئے اپنی  
”بھر چند کہ میں اس وقت صدر ملکت کے علاوہ کسی اور کو  
جی ہاں... دہ بھ۔“ موجہ دہ بھ گاڑی میں: ”نام مرزا کی آواز  
ننافی دی۔ ساتھ ہی گاڑی کا دروازہ کھلا اور وہ دلنوں نے اُر آئے۔  
لکھن کے قریب بھی پہنچنے لگے۔ لیکن فریدی جو کوئی بارہن کا توں بھا  
رہا۔ ویسے اس نے گاڑی کے اندر پہنچے ہی روشنی کر دی تھی۔“

میں ترینے دینے کی کوئی وجہ بھی نہیں آتی۔ پیر نے خود بھی مدارزہ بند کر دیا۔  
کوئی اپال نکل آ رہا ہے:  
اوہ بہ نہایت المیان سے ٹفل کے سرانگ کے فریب  
انس کمرے کا پاؤڑہ لے سکتا تھا، لیکن اُس نے سرپا شاید ان دونوں  
کی آوازیں واضح طور پر نہ سن سکے۔  
پیر جس کو اپنے کمرے سے بچا کر فریبی دے رہی تھی، لیکن  
القاظ عجید کے کاؤں تک نہیں پہنچ رہتے۔ کلا را بڑی بندگی  
سرپا ہو کر سُن رہی تھی۔ پیر جس کے نے اُسے بنتے دیکھا۔ فریبی جی سکرا  
رہا تھا۔

خوبی بائیں دکر دے  
تھی اسی لیے اُرود سکتا پا ہتھی اور فریدی بڑے سکنے نہ  
کیا۔ کچھ دیر بعد فریدی اُٹھ گیا اور اسی دروازے کی طرف بڑھا۔  
اس کے بعد ان دونوں کی ملاقات کہنے میں ہونی۔ فریدی نے  
پوکیڈار کو بھی ہٹل سے کچھ پیزیں لانے کے لیے بیج دیا اور مجید سے پولہ  
درہ سونے لئی بے قیال ناشہ نہیں کرے گی۔ میں جا رہا ہوں  
ویکی۔ میں نے کبھی یہ نہیں چاپا کر کہ بہت سی اور نہیں ہوں۔

”ہاں۔ آں۔ دہاں ایک فون بھی ہے اور سہاں کے فون سے  
ٹھوکرائیں ہیں ہجڑی تھی اور کہاں کے چبڑ پر پر اس تھم نشک ہے۔ اس بہت کے فون پر کی جانے والی لفڑگو تم اُس فون  
کے نامزدات پہنچتے بنتے ہیے اس پاس کا کافی اثر نہ ہو۔  
جیسے کچھ کہتے ہے پچھلے ہی بول پڑی: ”میں اپنی خوشی سے بیاں  
آئی ہوں۔ تبدیلی چاہتی ہوں۔“  
میں نے کالا رائے کپڑہ دیا ہے اُسے اور دوڑا کو شام تک مٹھا  
چھوڑ دیا اگر یا۔ اور بیاں پارہ مل مرف تبدیلی ہی تبدیلی ہے۔  
دنچاپڑے گا۔ کیونکہ ہم دونوں شام سے پہلے بیاں نہ پہنچ سکیں گے۔  
”لیکن اس کا مقصد کیا ہے؟“  
”تم زندگی کو سرپت دھڑائیں گے۔“ جیسے ہے باختر کو رپلا۔  
لیکن مرف ہائل کی تبدیلی سے کہوں ہے۔ مید چکردار  
کچھ کچھ نے صرہ لایا۔

دیکھاں ہے پلے ناشتے تیار کر رہا ہے  
آخر میں کیونکی اس کی طرف میں داصل ہو کر  
دوسرے بھائیوں کی طرف اس کی طرف میں داصل ہو کر  
آخر میں کیونکی اس کی طرف میں داصل ہو کر

لے پھر میں اس طرح پونچ تھا بیٹھنے والی طاری رکھی ہو۔  
کچھ لپڑوہ سا حل میں داخل ہوئے تیر پاہیں  
مخفی سا آجا لایا۔ اسی طرح بیٹھنے میں  
نفر پیدا۔ مذرا اُسی طرح بیٹھنے میں۔  
نظر کر جائے۔  
پیام برداری ہے یہ؟، میلانے پوچھا۔ وہ سطل فریضی کے

بھرپور نظر جاتے رہیں گی۔  
روز اکی نئی بیجنگ کی ملٹی خوش خوش فراز آر بی نئی۔  
دواتری خوبصورت بچکے بے اور تم میکے بہت خوبصورت ہو۔  
میں خارج کرنے تھیں:۔ تاہم پھر کہ دنیا  
بٹا کر دیں۔

لیں پہبھت بڑی بات ہے کہ تھاراگوئی نام نہیں ہے۔  
لیکن کچھ خود پر ٹھانی ہے۔ پتھر نہیں کہ سے اپنا نام یاد کرنے  
کی کوشش کر رہی ہوں۔  
خوب۔ اتنی جلدی بھول گئیں یہ چیز پہنچ انداز میں مسکرا یا۔  
چھڑو۔ آج سے تھارا نام کو ریتکرا ہے۔  
لیکن فریدی نے ردزاک آنکھوں میں الجن کے آثار دیکھے۔  
بہت اچھا نام ہے۔ ہال پہ نام بہرے یہے مناسب ہے کہ  
کس ایک بھی میں ہمچوڑ فریدی کے بہن کے سلسلے زری۔  
آدمیوں پہاڑ کے پاؤں کی زمانے سے دل تھارا نکلے

کیونکہ ساری کرکیں رہش فراہم کیں۔ اس لیے جیسی بندے  
بیچل بھر بھی تھیں، لیکن روزا پر نظر پڑتے ہی وہ اس درج پہنچی ہے  
ٹھنڈیں شہر دا اُس نے روزا کے کھا اور خوبی کا ریسے اُزک  
دروازے کی طرف پڑھا۔ دروازے پر دلکش دی۔ پکھر دیں بعد اتفاق  
کی چاپ گوئی اور ساتھی کسی نے پوچھا۔ کون ہے؟  
کیوں۔ کیا تھیں اے بیان دیکھ کر سیرت ہوئی ہے؟ فریہی  
ادھ۔ دروازہ کھولو۔  
نہ اُسے پڑھا۔ والی نظر دال سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
دروازہ کھلا اور اُپ تپ پیدا کی آواز تھی۔  
من۔ نہیں تو۔  
میں کوئی بیان کیا کر دے ہوں۔ روزا غصے میں ہیں ایک۔

”وہ وہ وہ بھی ہے“  
”کون؟“  
”کلارا۔۔۔ یہ پر جو اسی ملاری تھی۔  
”کلارا۔۔۔ کلارا۔۔۔“  
”کلارا کی وجہ پر جو اسی ملاری تھی۔  
”کیا مطلب ہے؟“  
”وہ میرے ساتھ پہاں پلی آئی ہے۔۔۔  
”تھاڑا دماغ نہیں چل گیا۔۔۔  
”آپ نے کہتا کہ اُسے باڑی میں نہیں ہو گئے۔۔۔  
”جیسا کہ پہنچ کیا اہل ہے پہ کہانے اُس کے قریب اگر آئتے  
جی کہ پہاں مل کر سی ہل آئی۔۔۔ لیکن آپ پہاں اس وقت کیے؟“  
”جسے چاہا۔۔۔“  
”بھی صدم کرنے کے پیسے تو اس نگے میں جگ مار رہا ہوں کہ  
”میری گاڑی میں روزا ہے“  
”کہاں کہاں مل کر سی ہل آئی۔۔۔“

بیکو اس مت کردہ فریضی نہ کہا اور پھر خنہ مخون کے لیے  
میں نہیں گھرس کیا بہلائیں پیاس رہنے والے گروہ اس



پھر دوبارہ سننے میں پایا تھا کہ پسول کی نال ہے۔  
سرخ زنگ کی پہلی طیار سی جھوٹ کراس کے حیرے میں اور دوپتہ  
ترتیبیں کی طرح ڈکرانے لگا۔ ساتھ ہی وہ ترپے بھی جا رہا تھا ایسا  
گناہ جیسے آعصاب پر قابو ہی نہ ہو کہ دوبارہ اسٹھنے کی کوشش کرتا۔  
”چلتے ہاؤ۔ میں نے اسی دن کے لیے اس فیٹ کو ساڑھے  
پہر دف کرایا تھا۔“ سیاہ پوش پنس کر دولا۔  
”معاف کر دو۔ معاف کر دو۔ اب یہ نہ کرنا۔ میں انجکشن میں  
گا۔“ وہ اسی طرح ترپتا ہوا چینا۔

اس وقت سیاہ پوس اسی دروازے کے قریب ٹھرا تھا جس سے  
داخل ہوا تھا۔ اُس کی تمام تر روجہ دیوبیکر آدمی کی طرف تھی۔  
ذائقہ دار دروازہ تھوڑا سا کھلا۔ بلکی سی آواز بھی نہ سوتی اور ایک  
بڑا خود دروازے سے نکل کر سیاہ پوس کے پسول پر پڑا۔  
بچھر دردار بھی کے ساتھ پورا کھل گیا تھا اور سیاہ پوس  
اس سے ٹھرا کر اپنا توازن نہ بردار کیوں کھانا۔  
جیسے ہی وہ فرش پر گرا کمرے میں داخل ہونے والے اپنے  
ہوں مگر سے روپا الورنگ کالی۔

پکر نہل فریدی نہ تھا۔ اُس نے اس کا پستول جب میں ڈالنے  
ہوئے کیا۔ ”تمہارے سی بیان کے مطابق پکرہ ساؤنڈ پروفے اور نہ  
ہوتا تب بھی کیا فرق پڑتا تھا دیکھو ہی رہے ہو کر میرے ریوالز میں سائینس  
نگاہوں پر ہے؟“  
سیاہ پوش فرش پر چلت پڑا تھا اور اس کی نسخہ آنکھیں فریدی کو  
گھر دے چاہی تھیں۔

دوسری طرف دیکھ پکر آدمی کی چینیں اب تھمہ گئی تھیں اور وہ فرش  
اگے پڑا جہت سے انہیں پچھاڑنے کی فریادی کی طرف نکلاں تھا۔

”تم دونوں پرنس کی حراثت میں ہو۔ فریدی بولا۔  
”آخر کیوں ہے؟“ تقب پرش غرایا۔ اُس نے اٹھنے کی کوشش بھی  
کھٹک لکھ دی۔

لیں۔ اپنے فریدی کے ریا اور لو جبکش و میرے کر لہا۔ یہ حرکت بھی سمجھیں  
وہ سحری دنیا میں پہنچا دینے کے لیے کافی ہوگی۔ چب چاپ پڑائے رہو:

”یہ جو کوئی بھی ہو۔۔۔ اگر نسل گیا تو ہے“  
”تو کیا ہو گا باس۔۔۔“

"تم پھانسی کے شے پر نظر آؤ گے  
کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے؟"

”نھول بالوں میں نہ پڑو۔ اس سے ریواں الدھیں لو۔  
فریدی آن کی کفتکو پر اس طرح سکراتا رہا تھا جیسے دو شیخے بچے

آپس میں لاف و گزاف کر رہے ہوں۔

”اے مسٹر“ وقت دیرو پیکرنے فریدی کو منا طب کیا ہے میرے  
میں پولیس کا کیا کام ہے  
”مھارے مکان میں اس آدمی کا کیا کام ہے“ فریدی نے روپالی  
نال سے سیاد پوش کی طرف اشادہ کیا۔

پی پی پی ... میرا نانک - میرا بائی

”لیکن تم آج تک اس کی شکل نہیں دیکھ سکتے۔  
”نہیں۔ حضرت بھی کیا ہے شکل دیکھنے کی۔ روئی ہاتھوں۔  
ملتی ہے۔ شکل پر سے نہیں۔“

تھر کب سے ملزم ہواں کے جو فریدی نے پوچھا اور بچہ دیا ہ پوش کو بھی لے کر راجوان سے اپنی طرف تغیرت ہو جو سمجھ کر اُنہوں نے بچہ کی نیں تھا۔

لیکھن کر دوست۔ اگر تم بے خس درست نہ پڑھے تو تم  
چہرے کے خلاف پڑھا سو اخ بھی نہ کروں سو سکتا ہے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ کئی لمبے خاموشی سے گزرے پھر فریدی کی نئے دلروپتے آدمی کو منحاط کیا۔

"تم کچھ دیر پسے کسی انجکشن کا ذکر کر رہے تھے جو،  
ٹال... آں... بیک بیک دہ بیش پڑا۔ پھر سمجھیدگی اختیا  
کے غصے لئے میں مالا۔ انجکشن

”میرا خیال ہے کہ میرزہ پر کے ہوئے سیاہ دلے میں انگشٹی دیتا ہے۔“

کو سماں ہے۔

"ہاں" دیو پرکھ آدمی نے میریل جما

”لوچھر کیا مم اپنے بارس کو سبق نہ در کے ہے“  
دیکھ مطلب ہے  
”آج تم اسے انگلشن دے سکتے ہو۔ اگر مرزا جت کرے گا تو گول  
مار دوں گا۔“

## نئم آخر ہو گون؟

”اپنے کالے چہروں کے پیچے کون لگ سکا ہے اب جلدی  
کرو۔ میرے پاس وقت کم ہے“

بی جوہا بیک مرسلہ ۔ دیو پیرادی بولا مجھے ہیں ملارت  
بھی نہیں ملتی ۔ اس تن دلتش میں کرنی بھی مجھے اپنا سمجھنے پر تباہ  
نہیں ہوتا ۔

"اگر تم بہت طاقتور ہو تو بھاری کفالت میں کر سکتا ہوں یہ  
میں بہت طاقتور ہوں۔ وس سال سرکس میں کام کیے ہے:

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کہتے طاقتور ہو۔ اپنے بس کا چہرہ مجھے دکھاؤ۔"

"جس نے مجھے باخدا گانے کی کوشش کی موت کے گھاٹ اڑ جائے گا۔ سیاہ پوش غراپا۔ اُس کی آنکھوں کی سُرخی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔"

"میں جانتا ہوں۔" فریدی سر ہلاکر بولا۔ "تمہارے پاس کیا کچھ بوسکتا ہے۔"

"اگر کسی نے مجھے پکڑنا بھی چاہا تو۔" جملہ پڑا کیے بغیر اُس نے تھقہہ لگایا۔

با سکل ابساہی معلوم ہوا جیسے بے خبری میں زبان نے نکل جانے والی کسی بات کو اس تھقہہ کی آڑ میں دبا کر رکھا گیا ہے۔

دلوپ پرکر آدمی اٹھ بیٹھا تھا اور سیاہ پوش کو اس طرح گھوڑے جبارہا تھا جیسے اُس پر چھلانگ لگانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"مجھے فریدی بیال ہاتھا ٹھکر کر بولا۔" اس کے قریب سبھی متکیوں ہے، وہ بھاڑ سامنہ کھول کر فریدی کی طرف ملا۔

اُس کی دھمکی غلط نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی نے مجھی اسے باخدا گانا تو وہ دوسری سانس نسلے سکے گا۔

"پھر میں کیا کروں؟" "جہاں ہو وہیں بیٹھے رہو۔"

"تم آخر ہو کون؟" "تمہیں بتایا جا سکتا ہے کہ اس وقت تم دونوں پوٹیں میں ہو۔"

"آخر کیوں؟" "تمنے آج تک اپنے بس کی شکل نہیں دیکھی۔ فریون۔"

"دیکھنے میں کیا جاؤ؟" "مغل اس یے نہیں دیکھ سکتا۔ ذرستے تھاری دھمی جیر کوئی غیر فائق کا ملتا ہے۔"

"مجھے تو دہنہ۔" میں نے کبھی کوئی غیر فائق کا ملم کیا ہو۔

بھیجی بات ہے تم نبھے اس انجکشن کے بارے میں بتاؤ جس کا نہ کرد، تھی تھی رہن کر رہا تھا مارہ تھے جھر جرئت کی سیٹھے رہو ورنہ سچ نبھی خاکر رہ دن سکا۔

یکن سیاہ پوش اُس کی دھمکی کی پردازیے بغیر انہوں کو خدا بہر دیکھنے پڑتے تھے اُس کے بائیں پیر پہ فائز کیا۔ تینیں میں تھوس دروازے کے بیٹھنے پر اس کا باخدا ہینچا ہی تھا کہ فریدی نے بڑی پیچھے گولی کی تھوس چیز سے ٹکر کر منا لف سکت میں پہنچی ہو۔

درلکاب پوش نے آگے بڑھنے کے لیے دہنی پیر نہیں پا جس پر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ دروازے کے قریب سے جھٹک کر کہے



تھی کہ سارا ہی وقت اُس کے ساتھ رکزار نے کی سوچنے لگی ۔ ۔ ۔ لہذا جب بھی اُسے علم ہر باتا کہ ناصر مرزرا اس کا تعاقب کر رہا ہے ۔ وہ پہلے تھامات پر الی ہر کمیں کر بیٹھتی کہ ناصر مرزرا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا ۔ میں نے مٹا ہے کہ وہ اکٹھر بڑے ہو ٹلوں اور پیسوں لرن کی بیز دل پر سر کے بل کھڑا ہو گئی ہے ۔ اس سے یہ فائدہ فردر ہرا تھا کہ وہ لوگ خردہی اس کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے جن کی نگرانی اُس کے دریچے کرانی مقصود تھی ۔

“کن لوگوں کی نگرانی ہے؟”

”تھار پر کچھ سرکاری آفیسر ہمارے ملک کے منفاذ کے خلاف  
سوچنے لگے ہیں۔ ایک ایک کر کے ہم ان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں؟“  
اس جواب پر کچھ دیر کے لیے خوشی چھاگئی۔ پھر فریدی نے کہا۔  
”تم نے روزہ کو ختم کیوں نہیں کر دیا؟“

اہمتر کے خاتمے کے بعد ہم اس کے امکانات پر غور کر رہے تھے  
کہ خود ہی اُس نے خود کشی کی کوشش کر دی۔ اہمتر کو بھانے کی کوشش کی  
تھی جیسی دہ میں پاکی سہر بھائی۔ مجبوراً اُس کا فاتحہ بھی کرنا پڑا۔ روزا کی  
بیویں داشت تھی پاکتی کی اگنی۔ یہ ہم نے اس پلے کیا تھا کہ تم لوگ  
رہنے کے معاٹے میں آگ بھاؤ اور ہم تھارا بھی فاتحہ کر دیں۔ ناصر مرزا باہرونے  
آدمی ہے۔ ہم نے سچی کہ رہنے کے معاٹے میں وہ تھیں پہنچ کر کہ دے  
کا اور اسی دروازہ ہم تھارا تھا کہ رہنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن  
تم دندنی پر سارے اہمتر داں کے گھو

”آٹا بلڈنگ میں فریڈی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولتا۔  
تھیں پاہیے تھا کہ ہمارے رومال غائب کر دینے کے بعد چپ چاپ  
دھال سے رخصت ہو گئیں۔ اپنے دلپڑی سے فون پر گفتگو کرنے کی  
بوجاتھ نہ سے سرزد ہوئی تھی وہی تھرپریں گرفت کا باعث بن گئی۔  
جس وقت تم ایک بھائی سے رد نہ ہوئی ہو اُسی وقت سے تمہارا تعاقب  
شروع کر دیا گیا تھا۔ بھر چوال تم اس کے بعد گئی تھیں۔ اُس عمارت  
کے پیارے ہوئے والے ہر شخص کا تعاقب کیا جاتا رہا اور بالآخر عمارت  
ڈلپڑی آٹا بلڈنگ میں اُس وقت پکڑ لے گئے۔ جب وہ شفقت دی  
پہنچ کر اسکے کرہ میں رومال مکانے کی کوشش کر رہے  
थے۔ شفقت کی وجہ سے اب پہنچے ہی تھے میں ہے۔ اُس کی کیافی بھی ضرور  
مشریق کا۔ تھا کہ ڈلپڑی کو میں معاف کر دوں گا بشرطیکہ تم جھوٹ نہ بولو۔  
”لے جست مدد ڈلپڑی نے خرد کشی کیوں نہ کری؟“

میری گزت ایں مانے والا صرف یہ رہی بھی با تعلق مارا جائے  
کام لری پر دل خود کی بھی قادرنہیں ہوتا ہے  
کلارا کچھ دیر فاہوش رہی پھر طویل سانس کئے کر لولی ٹیٹھیت ایک

بولا دکھل را دیور دیکھا تھا نے۔ تم اگر ہمیں پس ماندہ سمجھتے ہو، لیکن اب  
میرے چیف کی سائنس دیپھر ہو۔  
”کہا ہوا ہے۔ دو ڈسی تھیں؛ دکھل را اُس کی طرف بڑھی ہی تھی  
کہ بذریبان ڈرائیور نے بھٹ کر اُس کا بازار دیکھ لیا۔  
”مرنے کا ارادہ ہے؟“ وہ کسی چھپر چھپرے آدمی کی طرح بولا دہائی  
لگایا تھا نے اور اس زور کا ایک طک شاک لے کر ٹہریاں چور چور ہو  
جائیں گی۔

جید پھر نہیں پڑا۔ کارا اُسے خونخوار نظر دل سے گھور رہی تھی۔  
ڈرائیور نے کارا کو دروازے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن تم تو  
نہ کر دیں۔ پھر نہیں سکتا۔  
وہ دوسرا کرے میں لائے گے۔ ڈرائیور انھیں دہان بھجو  
کر بپر جلا گی۔ جید فاٹر کو شش تھا۔ معاملات ابھی تک اُس کی  
سے باہر نہیں ہو سکتے۔  
پندرہ پیس منٹ بعد فریڈی کرے میں داخل ہوا۔ بہت

پہنچا دیں مگر بعد فریبی کمرے میں داخل ہو۔ بہت  
سچیدہ نظر آ رہا تھا۔ ان کے سید کی طرف دیکھا کر نہیں۔  
کلارا کے ساتھ بیٹھے ہوئے پیغمبر شکر یونیج میں بولا "میرے  
پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"  
کیا پوچھتا ہے؟ "کہا اغترانی۔"

”تمہرے زادی کی یا پوزیشن ہے؟“

”چھوکھی نہیں۔ وہ صرف روزا کا میریان تھا۔ روزا ہمارے  
ہی اٹھاف سے تعلق رکھتی ہے۔ ناصر مزرا کو اس کا علیم نہیں اور یہ بھی  
غلط نہیں کہ وہ اُس کے ایک درست کی بیٹی ہے۔ تم نے میر بے باپ  
کے ساتھ کہا سدک کیا ہے“

”تم مرف بہرے سرالٹ کے جواب دو گی:  
پوچھو: کلارا کا لیج بھی اچھا نہیں تھا۔  
کلارا کا کیا روں رہا ہے؟“

”اُسی بندیاکی بدولت یہ دن دیکھنا نیب ہوا ہے۔ اُس کے ذمہ پر کام تھا کہ وہ کچھ بڑے لوگوں کے عادات و اخوار اور شانشیں کا ملکہ کر کے ہمیں رپورٹ دے۔ یہ رپورٹ وہ آرٹر جیپس کے تسلیم ہے جسکے پیشہ پاکستانی۔ یہ اس لیے تھا کہ ہمارا اور اس سے تعلق نہ ہوئیں پائے۔ پھر وہ جیپس کو چاہئے لگی اور اسی حرکت نے ہمیں تباہی کی طرف دھیکرا۔ غیرہ غیرہ اوقات میں بھی آرٹر سے ملتے لگی۔ اسی بنا پر

نام نہ رکھ دوں گل کے تعلقات کا معلم ہو سکا اور وہ چونکہ اُسے اپنی  
ذمہ داری پر بحال لایا تھا لذا وہ اسی کی دیکھ بھال کے سلسلے میں  
ان کا تھابت نہ کیا۔ روز اس بُری طرح آرٹسٹ پر فوج تھیں

کوارا اب اُس سے بے تو جی برت رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کبھی کی جان پہنچان لی نہ ہو۔ حیدر نے بھی بڑے اطمینان سے تباکو کی پاؤں جنگلی اور پائپ بھرنے لگا۔ پھر شاید پندرہ یا بیس منٹ بعد گاری ڈر کی تھی۔ اُس کا پچھلا دروازہ کھلا تھا اور در درائیور نے انھیں یہ آئنے کا عکم دیا تھا۔ درا بکرے میں پہنچائے گئے

حمدکو ایک سیاہ پوش نظر آیا جو دلوارے کا کھڑا تھا۔ چہرے  
کے سیاہ علاقے ہر فر دو تھوڑے خوار آنکھیں جھانک رہی تھیں۔  
”یہ سب کیا ہے دیدی؟“ کلارا نے غصے کے لیے میں پوچھا۔  
”میں مجبور سوگیا ہوں۔ کرنل فریدی کی قید میں ہوں۔“ سیاہ پوش  
نے سحرِ اف بھوئی آواز میں کہا۔

”میرے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔ میں دیر تک بات  
نہیں کر سکت۔ اس نے وعدہ کیا ہے۔ بات پھیلے گی نہیں۔ تم اُسے  
پچھے بنا دو۔ میری نظر۔ نر بان ایشی جا رہی ہے۔ تقریب  
پیٹ۔ نفر نفر فر۔ فرب“

اور دھماکہ موش بھوگیا۔ جمیل نے ایک نروردار قبضہ لے کر ایسا اور

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ حبیب نے یا رت  
کوئی میراث نہیں تھا

جن تریف سے فارغ ہوں بیڑا کے  
زوال کے اک نزگ میں اور اُن

اسی ملنے میں ملتے کہ ان کے اور انہیں  
مردوں کے بدنال پر اونٹ کی پشمر کے باس تھے جب ای  
ستتے ہوتے انہوں نے کہا۔

”ما جمال الہی دیدم“ (یعنی مجھ نے آپ کی زیارت کے احوال کا مشاہدہ کیا ہے) اس لانا جائی نے اسی طرح جواب  
”آنچہ ز جمال الہی دیدم“ دیکھنے میں آپ کی زیارت کے اللہ کے اونٹ دیکھے ہیں یا۔

دیکھ لیں پہنچ بے اور تریہ آنے سے میں کس قدر بدل  
گئے ہیں جوں ہمچال حسن کو اور چمال اور منڈل کو کہتے ہیں۔

گاؤں کی کچھ دیر بعد شہر سے باہر نکل آئی اور جیسے ہی ایک کرانچ پر  
پہنچی۔ میں جانب سے آتی ہوئی ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی بنت  
گاؤں اس طرح رک کر حمید کو بھی برسیک گانے پڑے۔ اُس کا دراٹوں  
اپنی سینٹ سے کوکر گالیاں بکھا ہوا لکن کی طرف چھپا۔  
”کیا بکواس کر رہا ہے۔ غلطی نیزی ہے؟“ حمید عڑایا۔  
”باہر نکلو تو بتاؤں۔“  
”چھپے سلیا ہے۔ یا۔۔۔؟“

دنعتاً اسی سیاہ گلزاری سے ایک مجسم چشم آدمی باہر کو دا اور کلارا  
والی سائیدہ میں آکھڑا ہوا۔

اُب حمید کا ہاتھ بے ساختہ بہرستہ سی پر جاتا چاہیے تھا۔ لیکن وہ ایسا زکر سکا کیونکہ اُس کی سائیڈ پر کھڑے ہوئے آدمی نے اُس کی توجہ ہٹتے ہی اُس کے دونوں ہاتھ مفہومی سے پکڑ لیے تھے۔ اُس نے جدوجہد کرنی چاہی، لیکن ایسا معلوم ہرتا تھا جیسے وہ فولادی پنجے ہوں جن کے دباؤ سے کلائی کی ٹڈیاں چھٹھی ہوئیں سی لگ رہی تھیں۔

حمدید کو اس زور کا ملیش آیا تھا کہ دنیا وہا فیہا سے بنے خبر ہو کر اس آدمی کے مکملے اڑا دینے پر شغل گیا تھا۔ اسی حالت میں وہ کھڑکی سے باہر کیتے چکا گیا۔

اور پھر اسے ہوش نہیں کہ کس طرح دہائیں بندگاڑی میں  
پہنچا گھا۔ کلارا بھی تھی اور ایک دلیو پیکر آدمی جس کے چہرے سے  
درندگی پیک رہی تھی۔ نال ان دونوں کی بیگانی کر رہا تھا۔

محمد نے محسوس کیا کہ اس دوران میں اُس کا بغلی ہو رہا ہے  
خالی ہو چکا ہے۔ دفعتاً اُس نے کلارا کی آواز سی اور جھونپک کا رہا گی  
کیونکہ وہ بہت صاف اور شستہ اردو میں اُس مجسم شعیرم آدمی سے کہہ  
رسی تھی: "کہیں تو پا گل تر نہیں ہو گی۔ یہ کیا حرکت تھی؟"

ہائیں۔ تم تو بڑی اپنی اردو بول سکتی ہو۔ جیداں آدمی کے  
پھر بولنے سے پہلے ہی بول پڑے۔  
لیکن وہ جیداں کی بات پر دلخیلان دیلے بغیر اُس ورزندہ نما انسان  
و لکھور فی رسمی۔

بیس کا ٹکرے جس اس رفت میں ہوش میں ہوں وہ کچور دیر  
جس کھرانی ہونی آواز میں بولا۔

”دیدھی کہاں ہیں؟“  
”جہاں ہیں دیں لے ہمارا بہوں۔“  
جیز نے طویل تائیں لی اور اس طرح منجھل نہ کا کیا  
یدہ دافٹ کرنی پڑھ رہ جیز کی گیا ہو، بیکن وہ مٹھن خاکر فریدھی کی  
کن فورس لشکنی طور پر ہاگ رہی تھی

نپسندیدہ قرار دے کر سفاقت خانے سے واپس کرادے۔ وہ گئے قتل تو وہ ان کی جواب دہمی کے لیے شفت کو روک سکتی ہے اور اسے قتل کو وار والوں کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں۔

”پیرے ساتھ آؤ۔“ فریدی دروازے کی طرف بڑھا ہوا ہوا۔

وہ انھیں ایک ایسے گرے میں لاایا جسے سرد خانہ ہی کہا جاسکتا تھا اور وہاں تو کلا راجح بھی پاگل ہو گئی کیونکہ اس کے باپ کی لاش سامنے ہی ایک اسٹرپچر پر رکھی ہوتی نظر آئی۔

وہ چیختی رہی اور چیختے چیختے بالآخر بے ہوش ہو گئی۔

جیسا طرح اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا جیسے دماغ پر گرمی چڑھے گئی ہو۔ فریدی نے اسے سفاک ہی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور بولتا ہے سیاہ پوش میں خود تھا۔ صرف یہ دیکھنے کے لیے کلا را کو اس طرح بلایا تھا کہ وہ مجھے اس سلسلے میں کیا تباہ کے گی۔ خود ری نہیں تھا کہ وہ اپنے باپ کے ہر راز میں پوری طرح شریک ہوتی۔ اگر اس پر پہلے ہی ظاہر ہو جاتا کہ اس کا باپ مر چکا ہے تو وہ کبھی زبان نہ کھولتی۔

”اوڑیہ ناصر مرتضیا!“

”دل کا بڑا نہیں ہے۔ پیشی دلت مند گرو ماہق اور خصوص ہر تھے یہاں ان لوگوں نے اسے اس طرح آلات کار بنایا تھا کہ اس کا علم بھی نہ ہو سکے اور اس کا انتخاب اس لیے کیا تھا کہ سارے ہی بڑے آفیسرز ذمہ دار لگ اس کی طرف متوجہ ہوتے رہے بول گئے کیا خال جو حمید کچھ نہ بولا وہ پر ٹولیش نظروں سے بے ہوش کلا را کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا: پڑا نہیں کیا بات ہے جسے بھی چاہتا ہوں آخر کار فراہم ثابت ہوتی ہے؟“

”کیا تم فراہم نہیں ہو۔ کیا میں فراہم نہیں ہوں۔ خودرت بُری تبلیغ ہے۔ کیا میرا یہ فعل کسی بھی اخلاقی ضابطے کی رو سے پسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ میں ایک بیٹی کے مُردہ باپ کی جگہ لے کر اس سے کچھ معصوم کر دوں اور پھر اس کی لاش کے پاس لے آؤ؟“

حمدی خاموش رہا۔

فریدی نے تھوڑی دیر بعد ایک طویل سانس لی اور لہلاتی لیکن یہ میں نے اپنے لیے نہیں کیا۔ مکہ دو قوم کے تختہ کے لیے بعض اوقات سارے ضرباط تہذیب کے طاق نیاں پرداز کو دیتے پڑتے ہیں:“

کمرے کا سکوت کسی قبرستان کے ننانے سے کم نہیں تھا۔

انجمنش کے تحت نہ صرف اپنی کچھلی زندگی محبوں جاتا تھا بلکہ کسی شکاری کتنے کی طرح ذکری الحسن اور انہیانی درج طاقتور بھی ہو جاتا تھا جس طرح کسی بلڈ ہاؤنڈ کسی کی پوری کھایا جا سکتا ہے اسی طرح اس انجمنش کے تحت آئے ہوئے ذہنوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ وہ تھا رے دمال کی بوسونگھتا اور چوبیس گھنٹے کے اندر تھیں تلاش کر کے تھا دیگر گروں توڑ دیتا۔ محض مشق کے لیے اس سے کتنی قتل کرائے گئے ہیں۔ آرٹھر اس کا آخری شکار تھا۔ تھا رے اُن آفیسروں کی گروپیں بھی دی تھیں، جو ہمارے ملک کے مقابلے کے خلاف سوچتے ہیں۔ انجمنش کا اثر زامل ہوتے ہی وہ محبوں جاتا تھا کہ وہ انجمنش لگانے کے بعد سے اس وقت تک کیا پکھ کر چکا ہے، لیکن مجھے حیرت ہے کہ وہ مجھے ایسی حالت میں کیوں کر پہچان سکا جب انجمنش کے اڑات کے تحت نہیں تھا کیونکہ نارمل ذہنی حالت میں اس نے مجھے یاد دی دی کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ہیئت اس سے تعاب بھی میں ملتے رہے۔

”اب اپنے ڈیڈی کے اس پستول کے بارے میں بتاؤ؟“

”میں اس کے بارے میں کیا بتاؤں؟“

”کیا اس سے کسی کی موت واقع ہو سکتی ہے؟“

”نہیں۔ اس کا فاروقی طور پر اعصابی تشنج میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

”کسی حال میں بھی نہیں مرسکتا۔“

”وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر یہ بیک چونک پڑی اور فریدی کو خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔“

”تھ۔ تم اس پر کیوں اتنا زور دے رہے ہو؟“

”یونہی اپنی معلومات میں اضافہ کے لیے۔“

”تھ۔ تم نے ڈیڈی پر تو اس سے فائز نہیں کیا تھا۔“

”تم کیا کہنا چاہتی ہو؟“

ڈیڈی بٹ پر دف پہنچتے تھے سیاہ بادے کے نیچے۔ کسی بھی دھات پر اس کی لہریں پڑ جائیں تو دھات ہی میں متینہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آؤٹھے گھنٹے تک اس پر ان کا اثر رہتا ہے۔ خدا کی پناہ۔ کیا تم نے ڈیڈی کو مار دالا۔ بٹ پر دف ان کے لیے جہنم بن گئے ہوں گے۔

”تباہ۔ تباہ۔“

وہ پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی فریدی کی طرف چیپٹی تھی لیکن حمید ان کے درمیان آتا ہوا بولتا تھ۔ تم ہوش میں ہو یا نہیں۔ ابھی اپنے ڈیڈی سے گفتگو کر چکی ہو۔

وہ جہاں تھی دہیں رک گئی اور تھوڑی دیر بعد بولی: ”اب ہمیں جانے دو، میں اپنی طرح جانتی ہوں کہ تھا ری حکومت اس معاٹے کو منظر عام پر لانا پسند نہ کرے گی۔ زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ ہمیں